ٹراٹسکی کا بیان

ٹروٹسکی کا بیان

مترجمہ

ایم، ایم، اجوہر صاحب

مکتبہ جامعہ

بار اول ۱۰۰۰ — دہلی - نئی دہلی - لاہور - لکھنؤ - بمبئی — قیمت ۱۰/

اکتوبر سنہ ۱۹۴۰ء

مطبوعہ جید برقی پریس ، دہلی

ٹروٹسکی کے بیان کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ٹروٹسکی اور استالین کے باہمی اختلافات کے اسباب دریافت کئے جائیں۔ لیکن ان کے آپس کے اختلافات انقلاب روس کے مختلف واقعات سے اس درجہ وابستہ ہیں کہ ان کو بیان کرنا انقلاب روس کی تاریخ دہرانا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ انقلاب روس پر طائرانہ نظر ڈالی جائے۔

تاریخی تسلسل قائم رکھنے کے لئے انقلاب روس سے چند سال قبل کی تاریخ پر نظر ڈالنی ضروری ہے، یہ عبوری زمانہ روسی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے، اس زمانہ میں مغربی یورپ سے متاثر ہو کر روس خوب ترقی کر رہا تھا اور وہاں ایک ایسا معتد بہ طبقہ پیدا ہو گیا تھا جس کی حیات سرمایہ دارانہ طریق پیداوار سے وابستہ تھی۔ جنگ عظیم کے زمانے میں جاگیردار اور سرمایہ دار طبقے عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے تھے، کارخانہ داروں کو ۵، سے لگا کر ۱۱۱ فی صدی تک نفع ہو رہا تھا، ایک جوہری

کا بیان ہے "اس زمانے میں میرا کاروبار جتنا چمکا کبھی نہیں چمکا تھا" زارینہ کی ایک خاتون مصاحب کہتی ہیں "میں نے اس زمانہ میں امیر طبقہ کی خواتین کو جتنا خوش پوش دیکھا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا" کلب کی زندگی بہت رنگین تھی۔ زار کی اس زمانہ کی ڈائری امیر طبقہ کی ذہنیت کا آئینہ ہے اس پُر آشوب زمانہ میں جب کہ انقلاب کی گھڑ گھڑاہٹ صاف سنائی دے رہی تھی زار ڈائری میں اس قسم کے مضحکہ خیز اندراجات کرتا ہے "آج جھنجھنی قمیض میں چہل قدمی کی" "دن چڑھے چائے پی" "آج بہت گرمی تھی۔ سمندر میں دو مرتبہ غسل کیا۔ طبیعت بہت خوش ہوئی" "دو کوّے مارے" "کچھ دیر ملاحی کی" "چچا کے ساتھ کھانا کھایا۔ شام کو کچھ پڑھا" "وزیر اعظم کا استعفیٰ منظور کر لیا" ڈائری کے مطالعہ سے کہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ زار کو ملک کی سیاسی بےچینی کا کچھ بھی احساس تھا۔ روس جل رہا تھا اور زار بانسری بجا رہا تھا۔ اس ہنگامہ خیز زمانہ میں جب پرنس لاوول وزارت میں تبدیلی کی بابت زار سے ملنے گیا تو اس کا خیال تھا کہ زار تشویش ناک صورت حالات کی وجہ سے بہت متفکر اور پریشان ہوگا۔ لیکن لاوول کا بیان ہے "میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے زار کو گلابی قمیض میں ہشاش بشاش آتے دیکھا" زار کے اس استغنا کی وجہ اس کا پیر و مرشد راسپوٹن تھا۔ زار اور زارینہ اسکو اوتار جانتے تھے، ان کو یقین تھا کہ جب تک راسپوٹن زندہ ہے ان کا بال تک بیکا نہیں ہو سکتا، تمام ملکی اور خانگی امور اس پیر و مرشد کے مشورہ کے بعد تکمیل پاتے تھے، راسپوٹن کے ایما پر وزارتیں تبدیل

کردی جاتی تھیں اور اس کے اشاروں پر وزیر ناچتے تھے۔ پولیس کی ڈائری اس اوباش کے کارناموں سے پُر ہے، شراب وکباب اور کم سن عورتوں سے عشرت اس کا کام تھا۔ اگر راسپوٹن کی لڑکی کا بیان مانا جائے تو زارینہ اِس مرشد کامل کی ہو چکی تھی۔ یہاں زارینہ کے ایک خط کا اقتباس دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ملکہ زار کو لکھتی ہے "عوام ہمارے پیر ومرشد کے خلاف بہت لغو گوئی کرتے ہیں۔ مرشد جب عورتوں کو پیار کرتے ہیں تو بدنیتی سے نہیں کرتے بلکہ یہ ان کا سلام کرنے کا طریقہ ہے۔ انجیل کے مطالعہ سے بھی تو اس رسم کا پتہ چلتا ہے، یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں ایسے بزرگ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے" انقلاب سے پہلے روسیوں میں توہمات کا یہ عالم تھا کہ جادو، ٹونے ٹوٹکے، تعویذ گنڈے وظیفہ سب سے کام ہو جاتے تھے۔ زار کی اسپیشل گاڑی میں ایک گرجا بنا ہوا تھا جس میں ہزاروں قسم کی مورتیاں تھیں جن سے منت مانی جاتی تھی اور اس گرجا میں جادو۔ ٹونے کرنے کا سامان بھی بکثرت موجود تھا۔ لیکن یہ روس کی پوری تصویر نہیں ہے، آلاتی طریق پیداوار نے ایک کروڑ بچاس لاکھ پرولتاری پیدا کر دیئے تھے (جب انقلاب فرانس ہوا تھا اس وقت فرانس کی کل آبادی ایک کروڑ بچاس لاکھ تھی) مزدوری بہت گھٹی ہوئی تھی، مزدور کی غربت اس کو بے چین کر رہی تھی اور وہ ملک کے طول وعرض میں ہڑتالیں کر رہے تھے قریب قریب ہر مقام پر ہڑتالیوں اور پولیس میں ٹکر ہو رہی تھی۔ ۵۰۰۰ ایرانی دری

مقتول .....۲ مجروح اور .....۸ ہزار جیل جا چکے تھے۔ لوٹ مار عام تھی دن دہاڑے بینکوں، ساہوکاروں اور امیروں کو لوٹا جا رہا تھا۔ پولیس کے تشدد کے باوجود مزدور تمام ملک میں خفیہ سازشیں کر رہے تھے اور ان میں یہ احساس پیدا ہو رہا تھا کہ جب تک سیاسی طاقت حاصل نہ ہوگی وہ اقتصادی طور پر خوش حال نہیں ہو سکتے۔ ایک کروڑ پچاس لاکھ سپاہی میدان جنگ میں کھڑے تھے، لیکن سپاہی کیا تھے سپاہیوں کی تصویریں تھیں۔ افسروں کو خاندانی رسوخ کی بنا پر فوجی عہدے ملے ہوئے تھے وہ طریقہ جنگ سے نابلد تھے اور سپاہی فوجی قواعد سے ناآشنا۔ میدان جنگ ایک میلا بنا ہوا تھا۔ سپاہیوں اور افسروں میں اَن بن رہتی تھی اور کبھی کبھی کشت وخون کی نوبت بھی آجاتی تھی۔ فوجی افسروں کی ذہنیت کا پتہ اس واقعہ سے چل سکتا ہے کہ جب مقام کیو جرمن توپوں کی زد میں آگیا تو فوجی افسروں نے گھنٹوں اس بحث میں صرف کر دیئے کہ اس مقام پر جو بزرگان دین دفن ہیں ان کی ہڈیاں کس طرح محفوظ جگہ پہنچائی جائیں۔ جب وہ خود کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے تو یہ غیر اہم مسئلہ زار کے روبرو پیش ہوا۔ اس مسئلہ پر زار کا اظہار خیال نہایت دلچسپ ہے۔ اس کی رائے تھی "اول تو جرمن خوف کے مارے ان بزرگوں کے مزاروں پر گولہ باری نہیں کریں گے اور انھوں نے کی بھی تو ہمارا کیا ہرج ہے اس گستاخی کی سزا جرمنوں کو خود مل جائے گی۔"

عوام اور پرولتاری پر ان حالات کا اثر ہو رہا تھا۔ ملک میں اشتراکی

ادب کی جو کردرکتابیں فروخت ہو چکی تھیں اور حالات کی سختی اور ان کتابوں کے مطالعہ سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی تھی جو نہ صرف شہنشاہیت ہی کو فنا کرنا چاہتی تھی بلکہ جس کا مقصد سماجی زندگی کے ہر شعبہ میں بنیادی تبدیلی پیدا کرنا تھا ان انقلابی رجحانات کی نمائندہ دو پارٹیاں تھیں ایک مینشیوک اور دوسری بولشیوک مینشیوک آئینی طریقہ پر آزادی حاصل کرنا چاہتے تھے اور بولشیوک غیر آئینی طریقہ کو بھی استعمال کرنے پر مستعد تھے۔ بولشیوک پارٹی کے احرار لینن ٹروٹسکی بوکھارین اور استالین وغیرہ تھے، لیکن ابھی ان لیڈروں کے انقلابی تخیلات میں پختگی نہیں آئی تھی، ضروریات کے موافق آئے دن نئے نئے سیاسی نظریئے تراشے جا رہے تھے منٹ منٹ میں وفاداریاں بدل رہی تھیں وقت اور موقع کے لحاظ سے جماعتی لڑائی کے اصولوں کی تاویلات ہو رہی تھیں۔ غرض یہ وہ زمانہ تھا جب کہ انقلابی اصولوں کی تشکیل واقعات کی روشنی میں ہو رہی تھی۔ لینن اور ٹروٹسکی نے ابھی ایک دوسرے کو نہیں پہچانا تھا، بسا اوقات ان دونوں میں سیاسی امور کے متعلق اتنی تلخی پیدا ہو جاتی تھی کہ بدکلامی کی نوبت آجاتی تھی، اس زمانے میں ٹروٹسکی اور لینن میں ایک اصولی اختلاف تھا۔ ٹروٹسکی کا خیال تھا کہ کسانوں کی مدد سے روس میں پرولتاری آمریت قائم کرنی چاہیے اور جب تک تمام عالم میں اشتراکی انقلاب نہ ہو جائے اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھنا چاہیئے لینن کا نظریہ یہ تھا کہ اس وقت ہمیں صرف ایک ایسی جمہوریت قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جس میں

پرولتاری انقلاب ہونے کی پوری گنجائش ہو اور اس مقصد کے حصول کے لئے بولشیوک کو متوسط طبقہ سے سمجھوتہ کر لینا چاہئے۔ لینن اور ٹرودسکی میں اس قسم کے بہت سے اختلافات تھے جن پر وہ اپنی اپنی پارٹی کے اخباروں میں بحث و مباحثہ کرتے رہتے تھے۔ ۱۹۱۳ء میں کوشش ہوئی کہ انقلابی پارٹیاں متحد ہو جائیں، لیکن مشورہ سے یہ معلوم ہوا کہ ہر پارٹی اپنی شرائط پر اتحاد کرنا چاہتی ہے مثلاً لینن دوسری پارٹیوں کے ساتھ ایسا اتحاد کرنا چاہتا تھا جو انسان روٹی کے ساتھ کرتا ہے۔ ٹرودسکی بولشیوک کی دائیں بائیں پارٹیوں میں اعتدال پیدا کر کے ان کو ایک جھنڈے کے پیچھے لانا چاہتا تھا اس زمانے میں لینن ٹرودسکی کی بابت لکھتا ہے:

"ٹرودسکی اور اس کے ہم خیال طاعون کی طرح ہیں یہ دوغلے کبھی دائیں اور کبھی بائیں جماعت کی تائید کرنے لگتے ہیں۔ ان کو لفاظی میں مزہ آتا ہے ٹرودسکی سے بحث کرنا ناممکن ہے کیونکہ اس کا سیاسی تخیل صاف نہیں اس کی تقریروں میں لفظی شان و شوکت بہت ہوتی ہے، لیکن مطلب مفقود ہوتا ہے" ٹرودسکی لینن کی بابت لکھتا ہے:

"لینن مزدوروں کی تحریک کو اپنے جنگل میں لانے کے لئے مزدور طبقہ کے جاہل افراد کو خوب ورغلاتا ہے۔ اس کو ذرا ذرا سی باتوں پر لڑنے جھگڑنے اور نکتہ چینی کرنے میں بڑا مزا آتا ہے۔"

اسی زمانے میں ٹرودسکی اپنے ایک دوست کو لکھتا ہے:

"لینن کی تعلیم مزدور طبقہ کے اتحاد کے لئے مضر ہے اس کی تعلیم اس

درجہ ناقص ہے کہ وہ نفاق کی کثافت ہی میں پرورش پاسکتی ہے۔ اس کی سیاست جھوٹ اور افترا پر مبنی ہے اور اس میں وہ جراثیم موجود ہیں جو اس کو خود تباہ کردیں گے"۔ لیکن یہ طعنہ زنی قلیل عرصے میں ختم ہوگئی اور واقعات نے اس امر پر مجبور کردیا کہ مل جل کر کام کریں لینن نے یہ اعلان کیا "ایک پارٹی میں مختلف الخیال ممبر ہونے ممکن ہیں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک ہی پارٹی میں ایسی دو ٹولیاں ہوں جن کا لائحہ عمل ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہو"۔ ٹروٹسکی نے کہا " مارکسسٹ جماعت چونکہ لاکھوں ممبروں پر مشتمل ہے اس لئے اس میں یہ ہونا ممکن ہے کہ ممبر مختلف الخیال ہوں ہر ممبر کو حق ہے کہ وہ اپنا نقطۂ نگاہ پیش کرے اور اس کو منوانے کی کوشش کرے۔ لیکن مباحثہ برادری کا سا مباحثہ ہونا چاہئے"۔ اس اظہار خیال کے کچھ عرصے بعد لینن اور ٹروٹسکی شیر وشکر ہوگئے اور استالین جو لینن کی پارٹی میں پہلے سے تھا ماند معلوم ہونے لگا شاید اسی زمانہ سے استالین اور ٹروٹسکی میں رقابت شروع ہوئی۔

ان سیاسی حالات میں لینن کی کوشش سے ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو یہ فیصلہ ہوا کہ ۷ نومبر ۱۹۱۷ء کو تمام ملک میں بغاوت شروع ہوجانی چاہیئے۔ یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ استالین، کیمونیف، زنیولیف اس فیصلے کے خلاف تھے۔ لیکن کچھ عرصے کی رد و قدح کے بعد ان تینوں کی موافقت بھی حاصل کرلی گئی اور پارٹی میں تقسیم عمل اس طرح ہوئی کہ

لینن اور ٹروٹسکی تو انقلابی تحریک کے دماغ بنے اور یہ تینوں دست و بازو۔
ٹروٹسکی نے سوویٹوں کی کانفرنس میں یہ تجویز پاس کرائی
"ملک زندہ رہنا چاہتا ہے اس لئے موجودہ استبدادیت فنا کر دی جائے گی۔ سوویٹ کو ایسا کرنے کا اخلاقی حق ہی نہیں ہے بلکہ اس کے پاس ارادہ پورا کرنے کی طاقت بھی ہے۔ تقریروں کا وقت ختم ہو گیا۔ عمل کا لمحہ آ گیا، سوویٹ کی موجودہ جدوجہد ہی ملک اور انقلاب کو فنا ہونے سے بچا سکتی ہے"۔ ٹروٹسکی نے فوجی انقلابی کمیٹی کی طرف سے، نومبر ۱۹۱۷ء کو پیٹروگریڈ کے سوویٹ کے سامنے تقریر کرتے ہوئے ان الفاظ میں انقلاب کا اعلان کر دیا۔ "یہ کمیٹی روس کی موجودہ حکومت کو نہیں مانتی اور ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیتی ہے"۔ اس اعلان پر جلا وطن کیا ہوا باغی لینن فوراً جلسہ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ گویا یہ اس امر کا عملی اعلان تھا کہ انقلاب شروع ہو گیا۔ انقلاب کے شروع ہونے کے چند ہی روز بعد حکومت انقلابی سپاہیوں اور ملاحوں کے ہاتھ میں آ گئی۔ ٹروٹسکی لکھتا ہے "روس کے باشندے آرام کی نیند سو رہے تھے اور طاقت ایک ہاتھ سے نکل کر دوسرے ہاتھ میں چلی گئی تھی" حکومت کی مدافعت ایک مضحکہ تھی، انقلابی فوج کا شہروں پر بلا لڑے قبضہ ہو جاتا تھا، صوبوں کی حکومتوں کو تار کے ذریعہ اطاعت کرنے کا حکم ملنا کافی تھا وہ مطیع ہو جاتی تھیں۔ بقول لینن "اس پسماندہ ملک میں انقلاب کرنا اتنا ہی سہل ہے جتنا ایک پر اٹھانا"۔

طاقت حاصل تو ہوگئی لیکن اس کی حفاظت کرنا مشکل ہوگیا طاقت کی حفاظت کے لئے ہر چھوٹی سی چھوٹی مخالفت کو تشدد سے روکا گیا، یہاں تک کہ مخالف اظہار خیال پر بھی قید و بند لگائی گئی۔ انقلابی جماعت اپنے مخالفوں کے ساتھ وہی سلوک کرنے لگی جو زار کی حکومت انقلابی جماعت کے ساتھ روا رکھتی تھی۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ خود انقلابی جماعت ہی میں معترضین و مخالفین پیدا ہوگئے اس زمانہ میں روس کا مشہور افسانہ نگار گورکی لکھتا ہے "لینن ٹراٹسکی اور ان کے پیرو طاقت کے گھمنڈ میں چور ہوگئے ہیں، انھوں نے تقریر و تحریر کی آزادی کو ختم اور جمہوری روایات کو فنا کر دیا ہے"۔ گورکی بولشیوک کو "اندھے متعصب" "ضمیر فروش" "لیٹرے" کہہ کر پکارتا ہے، بولشیوزم کو "قومی بدنصیبی" کہتا ہے اور لینن کو "عہد شکن" "شیخی خورا" اور "دیوانے" کے لفظ سے یاد کرتا ہے۔ وہ لینن کی حکومت کو "وحشیوں اور مطلق العنان لوگوں" کی حکومت بتاتا ہے۔ گورکی ایک جگہ پوچھتا ہے "کیا زار کی طرح لینن مخالفوں کو جیل میں نہیں بھر رہا ہے پھر زار اور لینن میں کیا فرق ہے؟" ایک جگہ لکھتا ہے "لینن حکیم نہیں ہے عطائی ہے جس کو پرولتاری کی زندگی اور موت کی مطلق پروا نہیں ہے، لینن اس طرح سوشلزم پھیلا رہا ہے جیسے کیچڑ میں پوری طاقت سے رولر چلا دیا جائے وہ روسی پرولتاری کے خون سے تجربہ کر رہا ہے اور بہت ممکن ہے اس تجربے کی ناکامیابی سوشلزم کے نظریہ ہی کو ختم کر دے"۔

گورکی کا ہم خیال طبقہ جب بڑھا اس وقت یہ ضرورت

محسوس ہوئی کہ انقلابی حکومت نے جتنے احکامات جاری کئے ہیں اُن کی تائید عوام سے چاہی جائے۔ چنانچہ سب جماعتیں اس پر متفق ہو گئیں کہ ایک دستور ساز مجلس بلائی جائے اور اس کا فیصلہ ناطق مان لیا جائے لیکن جب انتخابات ہوئے تو معلوم ہوا کہ کل اسمبلی میں بولشیوک کی تعداد صرف ایک چوتھائی ہے۔ اس کمزوری کی بنا پر لینن نے اسمبلی کا اجلاس پہلے ہی دن ملتوی اور دوسرے دن برخاست کر دیا۔ لینن کے اس طرزِ عمل سے مخالفین اور بھی چراغ پا ہو گئے۔

ابھی یہ مخالفت دبی نہ تھی کہ جرمنی سے صلح کا مسئلہ منظرِ عام پر آ گیا لینن ہر شرط پر صلح کرنے کو تیار تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جرمنی میں انقلاب ہونا لازمی ہے، اس وقت اس معاہدہ کو توڑا جا سکتا ہے۔ فی الحال صلح سے یہ فائدہ ہو گا کہ تنظیم کی مہلت مل جائے گی، کمیونسٹ کی بائیں پارٹی کی یہ رائے تھی کہ صلح باعزت ہونی چاہیئے ورنہ کٹ کر مر جانا بہتر ہے۔ ٹروٹسکی کہتا تھا "جنگ ختم کر دو تو جوں کو محاذ سے ہٹا لو لیکن شرائط پر ردوقدح کرتے رہو اور صلح نامہ پر دستخط نہ کرو"۔ ٹروٹسکی کی یہ تجویز اگرچہ مرکزی کمیٹی میں ایک رائے سے منظور ہو گئی تھی لیکن اس پر عمل نہ ہو سکا کیونکہ جرمنی نے دوبارہ جارحانہ کارروائی شروع کر دی، صوبوں کی حکومتیں حملہ کی تاب نہ لا سکیں اور انھوں نے صلح کر لی۔ اب کمیونسٹ پارٹی میں بہت کھلبلی مچی کہ کیا کرنا چاہیئے۔ اس معاملہ میں ٹروٹسکی اور لینن میں اختلافات اتنے بڑھے کہ اول الذکر نے کمیسار کی کونسل سے استعفیٰ دیدیا اور موخر الذکر نے مرکزی کمیٹی سے استعفیٰ دینے کی

دھمکی دی، اس اجلاس میں بوکھارن کی ہچکیاں بندھ گئیں وہ ٹرڈسکی سے چمٹ گیا اور چلایا "پارٹی کو کیوں غارت کرتے ہو"۔ بائیں بازو پارٹی لینن کو "لفاظ" اور "ابن الوقت" کہنے لگی۔ استالین نے دائیں و بائیں پارٹی میں مصالحت کرانی چاہی لیکن لینن نہ مانا وہ کہتا تھا "سوویٹ ایک ماہ بھی جرمن کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ جب شکست یقینی ہے تو لڑنے سے کیا فائدہ صلح نامہ پر دستخط کر دینے چاہئیں" چنانچہ کچھ عرصے کی ردوقدح کے بعد برسٹ کے صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔

لیکن روس کو اب بھی چین نصیب نہیں ہوا۔ بیرونی حملہ سے نجات ملی تو خانہ جنگی شروع ہو گئی اور ٹرڈسکی باغیوں کی سرکوبی کرنے کے لئے جنگ کا کمیسار مقرر ہوا۔ کچھ عرصے بعد ٹرڈسکی سے چشمک کے باوجود استالین بھی ایک محاذ کی فوج کا افسر اعلیٰ بنا دیا گیا۔ استالین نام کو تو ٹرڈسکی کا ماتحت تھا لیکن مرکزی کمیٹی کے ممبر ہونے کی حیثیت سے اس کا تعلق براہ راست لینن سے بھی تھا۔ استالین جس محاذ پر بھیجا گیا وہاں سے لینن کو لکھتا ہے "میں انتہائی کوشش کروں گا کہ حالات سنبھل جائیں اگر ہمارے فوجی مبصر (ٹرڈسکی اور اس کے مقررہ کردہ افسروں کی طرف اشارہ ہے) سوتے نہ رہتے تو ہماری فوج کو شکست نہ ہوتی اور اب جو فتح ہو گی وہ ان کی حماقتوں کے باوجود ہو گی"۔ جس طرح ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں اسی طرح ایک محکمہ میں استالین اور ٹرڈسکی بھی نہیں رہ سکتے تھے ان دونوں میں اختلاف رائے پیدا ہونے لگا۔ ٹرڈسکی

فوج کے اعلیٰ افسر ہونے کی حیثیت سے جو احکامات استالین کو دیتا استالین ان کی کچھ پروا نہ کرتا۔ ایک مرتبہ ٹروٹسکی نے فوجی ہدایات تار کے ذریعہ بھجیں تو استالین نے ان پر "بیکار محض" لکھ کر داخل دفتر کر دیا استالین کی یہ حرکات ٹروٹسکی کچھ دن تو برداشت کرتا رہا لیکن کب تک کر سکتا تھا۔ آخر کار ٹروٹسکی نے لینن کو تار دیا "میرا قطعی فیصلہ ہے کہ استالین کو محاذ سے واپس بلا لیا جائے اگرچہ محاذ پر ہماری فوج کافی ہے لیکن استالین کی ناقص تدابیر کی وجہ سے وہاں صورت حالات بہتر نہیں ہو رہی ہے۔ استالین کا نائب وروشیلوف شاید ایک رجمنٹ کو کمانڈ کر سکے لیکن اس میں پچاس ہزار سپاہیوں کو کمانڈ کرنے کی اہلیت نہیں ہے۔ اس خیال کے باوجود وروشیلوف کو دسویں فوج کی کمان پر بحال رکھ سکتا ہوں، بشرطیکہ وہ سائیتن سے مشورہ لیتا رہے میں نے وروشیلوف کو حکم دیا تھا کہ زارسٹن میں جو فوجی کارروائی ہو اس کی اطلاع دن میں دو مرتبہ کوالوف کو دے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وروشیلوف نے ابھی تک ایسا نہیں کیا۔ اگر کل ایسا نہیں ہوا تو میں وروشیلوف اور مینن پر مقدمہ چلا دوں گا۔ جب تک استالین اور مینن زارسٹن میں ہیں ان کو میرے احکام ماننے چاہئیں اگرچہ ہماری فوج دشمن سے بہت زیادہ ہے لیکن کمانڈ کی نااہلیت کی وجہ سے ہم کچھ ترقی نہیں کر رہے ہیں، اگر آپ میرے ہم خیال ہوں تو میں ۲۴ گھنٹے میں کمانڈ کی خودسری توڑ سکتا ہوں۔" دوسرے

دن ٹروٹسکی نے لینن کو تار دیا۔ "مجھے ابھی وا ٹزلیٹس کا تار موصول ہوا ہے جس میں اس نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ استالین کی جنگی ہدایت نمبر ۱ کو منسوخ کر دیا جائے۔ میں نے مفصل احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ استالین کی کاروائیاں میری تدابیر کو درہم برہم کر دیتی ہیں"

ان شکایات کا یہ نتیجہ ہوا کہ لینن نے استالین کو ایک پیغامبر بھیج کر واپس بلالیا۔ جب استالین آرہا تھا، ٹروٹسکی زارٹسن جا رہا تھا۔ راستہ میں دونوں ملے تو استالین نے دریافت کیا "کیا یہ سچ ہے کہ تم سب کو نکالنا چاہتے ہو؟" ٹروٹسکی نے زارٹسن پہنچ کر ورزشیلوف سے عدول حکمی کی بابت جواب طلب کیا۔ ورزشیلوف نے جواب دیا "جب تک میں یہ نہ سمجھوں کہ حکم درست ہے میں اس پر عمل نہیں کروں گا" ٹروٹسکی نے اس پر کہا "اگر آئندہ عدول حکمی ہوئی تو تم کو حراست میں ماسکو روانہ کر دیا جائے گا اور تم پر مقدمہ چلایا جائے گا" اس طرح ٹروٹسکی نے ایک اور دشمن پیدا کر لیا۔ ورزشیلوف اس بدمزگی کے بعد بھی خودسری دکھاتا رہا۔ ٹروٹسکی نے لینن کو پھر تار دیا "ورزشیلوف احکام نہیں مانتا اور اس شکل میں اس کو اس عہدے پر رکھنا ناممکن ہے۔ اس کو یوکرین بدل دینا چاہیئے"۔ ورزشیلوف کی خودسری کی ساری وجہ یہ تھی کہ استالین اس کی پشت پر تھا۔

ورزشیلوف نے یوکرین پہنچ کر پھر وہی خودسری دکھائی اور استالین

کے اشارے سے ٹروٹسکی کے خلاف ایک پارٹی بنائی۔ ٹروٹسکی نے یوکرین کے اعلیٰ افسر کو
تار دیا "میں دیکھ رہا ہوں کہ وروشیلوف نے پھر پرانی حرکتیں شروع کردی ہیں۔ یوکرین
میں یہ حرکتیں برداشت نہیں کی جائیں گی" ٹروٹسکی نے لینن کو لکھا
"اسٹالین نے زارلٹن میں جو حرکتیں کیں اس سے فوج کو بہت نقصان
پہنچا ہے۔ اوکیلوف کی رپورٹ سے معلوم ہو جائے گا کہ وروشیلوف
اور اسٹالین نے زارلٹن میں ہماری فوجی طاقت کس طرح کمزور کی"۔
لینن نے وروشیلوف کو تار دیا "تمام نئی جمہوری تحریکات فوراً بند کردو
فوج میں تمام امور فوجی طریقہ پر ہونے چاہئیں۔ پارٹیاں اور ٹولیاں بنانی
بے سود ہیں۔ تنظیم فوجی قاعدے سے ہونی چاہیئے"۔ اسی دن لینن نے
سیاسی اور مرکزی کمیٹی کا اجلاس بلایا جس نے ٹروٹسکی کی تائید میں ایک
تجویز منظور کی اور اعتماد ظاہر کیا۔ نہ صرف یہی بلکہ مرکزی کمیٹی نے ٹروٹسکی کو
حکم دیا کہ وروشیلوف نے ناجائز طریقہ سے جو سامان حرب جمع کرلیا
ہے وہ وصول کرے۔ لینن نے ٹروٹسکی کو تار دیا "ڈیبنکو اور
وروشیلوف سامان حرب خرد برد کر رہے ہیں، فوج میں بدحالی پھیلی ہوئی
ہے، ڈونسٹر کے محاذ پر کمک روانہ نہیں کی جا رہی ہے، اس کی دیکھ بھال کرو"۔
ان مختصر حالات سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ ٹروٹسکی اور اسٹالین
میں رنجش کس طرح شروع ہوئی ٹروٹسکی اپنی سوانح عمری میں لکھتا ہے "میں نے
فوجی تنظیم کے دوران میں بہت دشمن پیدا کر لئے تھے میں فوجی معاملات
میں سخت گیر تھا کیونکہ اس کے بغیر کام نہیں چلتا تھا اور لوگ اس کو برا

مانتے تھے۔ استالین نے میرے سب دشمنوں کو ایک لڑی میں پرو لیا۔ اس کی طبیعت کا رجحان بھی اس طرف تھا اور اس کو ان بیکار سازشوں کی فرصت بھی تھی" بکھارن لکھتا ہے " استالین کی پہلی خصوصیت سستی اور دوسری حسد ہے۔ وہ کسی کو اپنے سے اونچا نہیں دیکھ سکتا۔ اس نے ایک مرتبہ لینن کو بھی اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی تھی۔"

جب ٹراٹسکی کی جان توڑ کوششوں سے بغاوتیں ختم ہوگئیں تو ان خدمات کے صلے میں سیاسی کمیٹی نے اس کو سرخ جھنڈے کا نشان بطور خطاب دیا اس کارروائی کے فوراً ہی بعد کیمنیف نے یہ تجویز پیش کی کہ استالین کو بھی یہ اعزاز ملنا چاہیے اس پر لینن نے دریافت کیا۔ آخر کس خدمت کے صلے میں؟" بوکھارن نے جواب دیا " کیا تم نہیں سمجھے؟ یہ لینن کے اشارے سے کیا گیا ہے تاکہ استالین کو حسد نہ ہو"

ایک طویل خانہ جنگی کے بعد لینن کی پارٹی فتحیاب تو ہوگئی لیکن اس زمانے میں اقتصادی سیاسی اور فوجی ضرورتوں کے ماتحت طریقۂ حکومت اشتراکی نہ رہ سکا۔ پرولتاری کی آمریت قائم کرنی پڑی اور طاقت کو فوجی طریق پر ایک جگہ مرکوز کرنا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طاقت چند ہاتھوں میں آگئی اور استبدادیت، خاص رعایتی حقوق، اقتصادی اختلاف حکومتی طبقہ سب نمودار ہو گئے اور نئے اقتصادی پروگرام کے نام سے سرمایہ دارانہ نظام از سرِ نو ملک میں جاری کرنا پڑا۔ مخالف پارٹیاں جن کو پہلے مشورہ میں شریک کیا جاتا تھا اب جلاوطن کر دی گئیں جب

لینن سے دریافت کیا گیا کہ ملک میں اشتراکی طرز حکومت کیوں جاری نہیں ہوا اور سرمایہ دارانہ طریق کار کیوں از سر نو زندہ کیا جا رہا ہے تو لینن نے صاف صاف کہدیا "ہمیں اقتصادی میدان میں سخت شکست ہوئی ہے کو سچک اور ڈینکن کی بغاوت سے ہمیں اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا فوراً ہی اشتراکی نظام قائم کرنے سے پہنچا۔ جب تک یورپ کے ترقی یافتہ ممالک میں اشتراکی انقلاب نہ ہوگا، روس میں اشتراکی حکومت قائم نہیں ہو سکتی" ۱۹۱۸ء سے لگا کر ۱۹۲۰ء تک لینن یہی اعلان کرتا رہا کہ اگر اور ممالک میں انقلاب نہ ہوا تو بولشیوک حکومت تباہ ہو جائے گی

لینن نے روس کی سیاسی اور اقتصادی پس ماندگی دیکھ کر پرولتاری آمریت قائم تو کر دی لیکن اس کا خیال اس طرف نہیں گیا کہ نا اہل ہاتھوں میں یہ کچھ کی کچھ ہو سکتی ہے۔ چنانچہ لینن جب چند ماہ کی علالت کے بعد سیاسی زندگی میں داخل ہوا تو اس کو فوراً یہ احساس ہوا کہ آمریت کی وجہ سے ایک حکومتی طبقہ بن گیا ہے جو اشتراکی ملکیت کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ لینن نے اس طبقہ کی روک تھام کے لئے کنٹرول کمیشن بنایا لیکن بجائے حکومتی طبقہ کو قابو کرنے کے یہ کمیشن خود حکومتی طبقہ کے زیر اثر آ گیا۔ لینن دوسری مرتبہ بیمار ہوا تو استالین کیمو نیف اور زنیو دیف نے آپس میں سازش کر کے حکومت کے شعبہ کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی۔ لینن جب بیماری سے اٹھا تو اس نے سیاسی کمیٹی کی طرف سے استالین کو جو خط لکھا اس کا پہلا جملہ یہ تھا "ہم سازشی ماحول کے ایک سمندر میں بس

رہے ہیں" لینن کہتا ہے" دن بھر کمیونسٹ مجھ سے اتنی جھوٹ اور شیخیت کی باتیں کرتے رہتے ہیں کہ میرا دل الٹ جاتا ہے۔ کمیونسٹ میں تہذیب و تمدن کی کمی ہے۔ اگر ہم ماسکو کے ۷۰۰ ہ کمیونسٹ لیں تو مجھے شبہ ہے کہ ان میں سے ایک بھی کمیونسٹ کہلانے کے قابل نکلے۔ زار کے زمانے کے درمیانی طبقہ کی اخلاقی و تمدنی حالت ارذل تھی لیکن وہ ہمارے ذمہ دار کمیونسٹ طبقہ سے کہیں بہتر تھی۔"

لینن جب آئے دن بیمار رہنے لگا تو اس کو خیال ہوا کہ شاید کانگریس کے آئندہ اجلاس تک وہ زندہ نہیں رہے گا۔ چنانچہ ۲۵ دسمبر کو پارٹی کے اجلاس کے لئے لینن نے ایک خفیہ نوٹ لکھا جو صحیفہ کے نام سے مشہور ہے اس نوٹ میں لینن لکھتا ہے "مرکزی کمیٹی کے ممبروں کی تعداد پچاس سے لگا کر سو تک کر دینی چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ یہ تدبیر ٹراٹسکی اور استالین کی آپس کی کشاکش کو دبائے رکھے گی۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ استالین اور ٹراٹسکی کی چشمک مرکزی کمیٹی میں اختلاف پیدا کر دے گی۔ کامریڈ استالین سکریٹری بن گیا ہے اور اس نے ضرورت سے زیادہ طاقت اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ مجھے خوف ہے کہ وہ اس طاقت کو اکثر پوری احتیاط سے استعمال نہیں کرتا۔"

"ٹراٹسکی ذاتی طور پر مرکزی کمیٹی کی سب سے قابل ہستی ہے لیکن اس کو اپنے اوپر ضرورت سے زیادہ اعتماد ہے۔ وہ معاملات کے انتظامی پہلو پر زیادہ توجہ دیتا ہے۔" "استالین بہت اکھڑا اور روکھا ہے پارٹی

کے جنرل سکریٹری کو ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اس لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ استالین کو
اس عہدے سے علیحدہ کر دیا جائے اور اس عہدے پر ایک ایسا آدمی رکھا جائے جو زیادہ متحمل مزاج،
زیادہ بردبار، زیادہ وفادار اور ساتھیوں کا خیال رکھنے والا ہو۔ میری
یہ تجاویز شاید حقیر معلوم ہوں، لیکن ان تدابیر سے ٹروٹسکی اور استالین میں
جس تصادم کا خطرہ ہے پارٹی اس سے بچ جائے گی۔"

وصیت نامہ کے کچھ عرصے بعد لینن مرگیا۔ لینن کی موت کے بعد
اس کے پیروؤں نے لینن کا وہی حشر کیا جو ایک اولوالعزم انسان کا غیر متمدن
ملک میں ہوتا ہے یعنی لینن کو مہاتما بنا دیا اور اس کے نام کے ساتھ توہمات
رسم و رواج کی ایک دنیا وابستہ کر دی جس سے روس کے جاہل عوام و
خواص بہت جلد مانوس ہو گئے۔ روس کے ہر باشندے کے لئے لینن کی
تصانیف کلام آلہٰی بن گئیں جن میں ترمیم و تنسیخ کفر ٹھہرا دی گئی۔ روسی
لیڈر اپنی اپنی ضرورت کے مطابق ان کی تفسیر کرتے رہے مختلف الخیال
پارٹیاں اپنے آپ کو لینن کا پیرو کہنے لگیں اور ہر پارٹی اپنے نظریہ و پروگرام
کی تائید میں لینن کی تصانیف و اقوال پیش کرنے لگیں کچھ دن نہیں گذرے تھے کہ لینن
کی خلافت کا مسئلہ منظر عام پر آگیا خلافت کا مسئلہ ہمیشہ پیچیدہ ہوتا ہے چنانچہ روس میں بھی بہت
سے لیڈروں نے سیاسی چالیں مصلحت آمیز جھوٹ پارٹی بندی اور ایک
دوسرے کی کاٹ شروع کر دی۔ اس جدوجہد میں استالین کامیاب
رہا اور برسر اقتدار ہو گیا۔ برسر اقتدار آتے ہی اس نے آہستہ آہستہ پرانے
ساتھیوں پر الزامات لگا کر قتل، قید اور جلاوطن کرنا شروع کر دیا

مطلب یہ تھا کہ کوئی ایسا کامریڈ باقی نہ بچے جس کو ہمسری کا دعویٰ ہو سکے چنانچہ ابھی صرف بیس سال گذرنے پائے ہیں کہ لینن کے ساتھیوں میں سے صرف دو باقی رہ گئے ہیں ایک استالین اور دوسرا ٹراٹسکی جو جلا وطن ہے۔

استالین نے پرانے کامریڈ ختم کر کے نئے تابعدار آدمی ان کی جگہ مقرر کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ جس کا کھاتے ہیں اسی کا گاتے ہیں۔ چنانچہ ان کی کوشش سے اب استالین نے لینن کی جگہ لینی شروع کر دی ہے اب استالین اوتار اور استالینزم ایک سیاسی مذہب بن گیا ہے۔ روس میں لینن کی تصانیف اب کم ملتی ہیں البتہ استالین نے جو ان کی تفسیر کی ہے اور اب اکثر ترمیم بھی کر دی ہے وہ عام طور پر دستیاب ہیں استالین کی شان میں اب نیا ادب پیدا ہو رہا ہے جس کی ایک شق استالین کی شان میں قصیدہ خوانی بھی ہے، امید ہے نمونہ ناظرین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ روسی شاعر کہتا ہے۔

"اے تو! قہار و جبار، قوم کے آقا! جو انسانوں کو قوت عمل بخشتا ہے، جو گزری ہوئی صدیوں کو دوبارہ جوانی بخشتا ہے۔ او آفتاب جس کی روشنی لاکھوں دلوں سے نمایاں ہوتی ہے۔ تیری بلندی آسمانی فضاؤں سے بھی زیادہ بلند ہے۔ تیری آنکھیں جھیل بیکال کے پانی سے بھی زیادہ شفاف اور پاک ہیں۔ تیری نگاہ شاہباز سے زیادہ تیز۔ تو شیر سے زیادہ بہادر ہے۔ تو ہماری پارٹی کا سب سے زیادہ درخشاں ستارہ ہے۔ تیری ضیاء مسرت اس طرح پھیلتی ہے جس طرح سورج سے روشنی" بالکل

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ایشیائی شاعر اپنے بادشاہ کی شان میں قصیدہ پڑھ رہا ہو۔

۱۹۳۷ء کا ذکر ہے کہ ماسکو میں سویٹ حکومت نے یاگوڈا کو اور ریڈک وغیرہ کے خلاف مقدمہ چلایا تھا جس میں تمام مجرمین نے مختلف الفاظ میں اقرار جرم کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ ان کے جرائم کی ذمہ داری ٹروٹسکی پر ہے جو اسٹالین کی حکومت کے خلاف تمام سازشوں کا روح رواں ہے جب یہ بیانات دنیا کے سامنے آئے تو امریکہ میں ٹروٹسکی کی صفائی اور عذرداری کی خاطر ایک کمیٹی بنی اور اس نے چاہا کہ ٹروٹسکی کے بیانات بھی لئے جائیں تاکہ تصویر کا دوسرا رخ بھی دنیا کے سامنے آجائے چنانچہ امریکن کمیٹی نے ایک کمیشن مقرر کیا جس نے میکسیکو جاکر ٹروٹسکی کے بیانات قلم بند کئے یہ بیانات چھ سو صفحے پر مشتمل ہیں ہم ان بیانات کے صرف وہ حصص پیش کر رہے ہیں جو سیاسی اور تاریخی اعتبار سے عام دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ یہاں کمیشن کے اراکین کی بابت صرف یہ عرض کر دینا کافی ہوگا کہ گولڈمین صاحب ٹروٹسکی کے وکیل ہیں اور اس سے بیان دلوا رہے ہیں فینرلی صاحب کمیشن کے پیروکار ہیں اور جرح کر رہے ہیں۔ جون ڈیوی صاحب صدر ہیں باقی حضرات کمیشن کے ممبر ہیں اور ٹروٹسکی سے سوال کر رہے ہیں

۲۱ اگست ۱۹۴۰ء کو ٹروٹسکی میکسیکو میں مار ڈالا گیا اور اس طرح اس کے دشمنوں کی دلی مراد بر آئی۔ مرتے وقت اس نے یہ الفاظ کہے "مجھے چوتھے انٹرنیشنل کی کامیابی کا پورا یقین ہے دوستو آگے بڑھے چلو"

لیون ٹروٹسکی کا بیان

پہلی نشست

گولڈمین۔ (ٹروٹسکی کا وکیل) اس کمیشن کے سامنے ٹروٹسکی کے بیانات دلوانے کا یہ مقصد ہے کہ اسٹالین کی حکومت نے ٹروٹسکی پر جو الزامات لگائے ہیں ان کی تردید میں ثبوت پیش کئے جائیں۔ کیرف کے قتل کے بعد سے سوویٹ یونین میں سات سیاسی مقدمے ہو چکے ہیں جن میں بالواسطہ ٹروٹسکی کو مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن ۱۹۳۶ء اور ۱۹۳۷ء میں جو مقدمے ہوئے ان میں براہ راست ٹروٹسکی اور اس کے لڑکے کو ملزم ٹھہرایا گیا ہے اور سوویٹ یونین کی عدالت نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ یہ دونوں سوویٹ یونین میں جب بھی داخل ہوں فوراً گرفتار کر لئے جائیں۔

الزامات کی فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) سوویٹ یونین کے حکومتی طبقے کے سربرآوردہ لوگوں کے قتل کی سازشیں، خاص کر کیرف کا قتل۔

(۲) سوویٹ یونین میں کارخانوں، ریلوں کے تباہ کرنے کی عملی تدبیریں تاکہ اقتصادی نظام درہم برہم ہو جائے۔

(۳) سوویٹ یونین کے نظام کو تباہ کرنے کے لئے ایک جماعت کی تنظیم جس کا مقصد یہ ہے کہ مزدوروں اور فوجیوں کو قتل کیا جائے

سامانِ حرب بنانے کے کارخانوں کو تباہ کیا جائے تاکہ سوویٹ یونین کی فوجی طاقت کو صدمہ پہنچے۔

(۴) جرمنی اور جاپان سے خفیہ سازباز۔ تاکہ یہ دونوں ملک، سوویٹ یونین پر حملہ کریں اور یونین میں اندرونی بدامنی پیدا کرنا تاکہ ٹروٹسکی خود سوویٹ یونین کا حاکم بن جائے۔

(۵) سوویٹ یونین میں سوشلسٹ طریق پیداوار کا خاتمہ اور سرمایہ دارانہ طریق پیداوار کو ازسر نو زندہ کرنے کی کوشش۔

میں اس کمیشن کے روبرو ثبوت پیش کروں گا کہ مندرجہ بالا الزامات غلط ہیں اور جو افسوسناک واقعات یونین میں رونما ہو رہے ہیں ان کی تمام ذمہ داری وہاں کے حکومتی طبقے پر ہے۔

مسٹر ٹروٹسکی کیا آپ عام اطلاع کے لئے اپنی سوانح عمری مختصراً بیان کریں گے۔

ٹروٹسکی۔ میرا اصل نام لیون ہے۔ باپ کا نام برونسٹین تھا۔ آج کل میکسیکو کے ایک مقام کیوکن میں اپنی بیوی اور چار سکریٹریوں کے ساتھ رہتا ہوں۔ میرا پیشہ تصنیف و تالیف ہے۔ تقریباً چالیس سال سے میں مارکس کے انقلابی تخیل کا حامی ہوں اور اس کی اشاعت میں سرگرم ہوں۔ میں نے سب سے پہلے روس میں ۱۸۹۸ء میں ایک غیر قانونی مزدور سبھا قائم کی تھی جس کی بنا پر مجھے گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پھر چار سال کے لئے سائبیریا میں جلا وطن کر دیا گیا۔ وہاں بھی

میں نے ایک غیر قانونی مزدور سبھا بنائی صرف دو سال ہی گزرے تھے کہ میں سائبیریا سے فرار ہو گیا۔ بھاگتے وقت پاسپورٹ پر میں نے اپنا نام ٹراٹسکی لکھا تھا اور اسی نام سے میں مشہور ہوں۔ سائبیریا سے بھاگ کر میں لندن پہنچا اور اسکارا اخبار کے دفتر میں کام کرنے لگا۔ یہ لینن کا اخبار تھا جس کا یہ مقصد تھا کہ جو روسی نوجوان تعلیم کے لئے یورپ آئیں اُن میں مارکس کے فلسفے کی تبلیغ کی جائے۔ میں ۱۹۰۵ء میں خفیہ طریقے پر روس گیا اور ایک سال تک انقلابی تحریک پھیلاتا رہا۔ سال کے آخر میں پیٹرز برگ کے سوویٹ کا ممبر ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد اس کی انتظامیہ کمیٹی کا ممبر ہو گیا اور آخر کار سوویٹ کا صدر ہو گیا۔ اس وقت میری عمر قریب ۲۶ سال کے ہو گی۔ میں نے ۱۸ سال کی عمر سے انقلابی تحریک میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ اس لئے کچھ تعجب نہیں کہ میں ۲۶ سال کی عمر میں سوویٹ کے پہلے صدر کی گرفتاری پر صدر منتخب ہو گیا۔ اس وقت میں نہ صرف صدارت کا کام انجام دیتا تھا بلکہ دو اخباروں کا ایڈیٹر بھی تھا۔ ۱۹۰۵ء میں جب حکومت نے تشدد شروع کیا تو سوویٹ کے دوسرے ممبروں کے ساتھ میں بھی گرفتار ہو گیا اور ڈیڑھ سال جیل میں رہا اس کے بعد مجھے ساری عمر کے لئے جلا وطن کر کے سائبیریا روانہ کر دیا گیا۔ لیکن وہاں میں آٹھ دن رہ کر پھر فرار ہو گیا اور آسٹریا پہنچا جہاں سے ایک اخبار جاری کیا اور سات سال تک اس

اخبار کے ذریعے روسی مزدوروں میں تبلیغی کام کرتا رہا۔ میں غیر قانونی طریقے پر روس میں اپنا اخبار داخل کرتا تھا اور آسٹریا میں بھی مزدوروں کی تنظیم کا کام کرتا تھا جب ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم شروع ہوئی اور آسٹریا میں روسی گرفتار کئے جانے لگے تب میں سوئزرلینڈ چلا گیا اور وہاں مزدوروں کی تحریک میں حصہ لیتا رہا۔ سوئزرلینڈ کے دوران قیام میں ایک کتاب "جنگ اور انٹرنیشنل" لکھی جنگ کے دوران میں "دوسری انٹرنیشنل" کے ممبروں کی روش بدل گئی تھی وہ بین الاقوامی نقطۂ نگاہ چھوڑ کر قومیت پرست بن گئے تھے۔ میں ۱۹۱۴ء کے آخر میں فرانس گیا یہاں سے ڈھائی برس تک روسی زبان میں اخبار نکالا اور فرانس میں جنگ کے خلاف تبلیغ کرتا رہا تبلیغ کرنا اس لئے ممکن ہوا کہ جنگ شروع ہونے کے دو سال بعد تک فرانس میں اظہار خیال اور تحریر و تقریر کی کافی آزادی تھی۔ لیکن ۱۹۱۶ء کے آخر میں مجھے فرانس سے اسپین پہنچا دیا گیا۔ جہاں ایک ہفتے بعد مجھے حراست میں لے لیا گیا اور کوئی ایک ماہ بعد امریکہ پہنچا دیا گیا۔ امریکہ پہنچ کر بھی میں جنگ کے خلاف تبلیغ کرتا رہا۔ اور وہاں کی سوشلسٹ پارٹی سے بحث و مباحثہ میں سرگرم رہا جب پیٹروگریڈ سے روسی انقلاب کی خبریں آئیں تو سب روسی وطن کی طرف روانہ ہو گئے جن میں میں بھی تھا، لیکن کناڈا پہنچنے پر انگریزی پولیس نے مجھے جرمن جاسوس ہونے کے الزام میں پکڑ لیا اور

جرمن کیمپ میں بھیج دیا۔ انگریز خود یہ جانتے تھے کہ میں جرمن جاسوس نہیں ہوں۔ انگریزی سفیر نے خود مجھ سے کہا "ہم نے زار کی حکومت کے کہنے پر تم کو پکڑ لیا ہے۔" زار روس کی حکومت ہمیشہ سے میرے خلاف تھی اور دراصل اس نے ہی مجھے فرانس سے نکلوایا تھا۔ فرانس کے وزیر اعظم پر زور ڈالا گیا کہ مجھے نکال دے۔ واقعہ یہ تھا کہ اسی زمانے میں ٹولن میں روسی سپاہیوں نے اپنے افسر کو قتل کر دیا تھا حقیقت تو یہ تھی کہ فرانس کی آزاد فضا میں رہ کر روسی سپاہیوں نے روسی افسروں کے استبداد کو ختم کرنا چاہا تھا لیکن روسی جاسوسوں نے میرا اخبار ان سپاہیوں میں بانٹ دیا اور یہ مشتہر کر دیا کہ میرا اخبار پڑھنے سے سپاہیوں کے خیالات فاسد ہو گئے اور انھوں نے افسر کے خلاف بغاوت کر دی۔ فرانس کے اعلیٰ افسر میرے پاس آئے اور کہنے لگے "روس سے ہماری دوستی ہے اور وہ حکومت آپ کے قیام فرانس کے خلاف ہے اس لئے آپ معاف کریں گے اگر ہم آپ کو مہمان نہ رکھ سکیں۔" ہاں! تو جب میں کناڈا کیمپ میں مقید تھا، لینن نے میرے جرمن ایجنٹ ہونے کے متعلق ۱۹۱۷ء میں ایک مضمون لکھا تھا جس کا پہلا جملہ یہ ہے۔

کیا ایک لمحے کے لئے بھی کوئی انسان یہ یقین کر سکتا ہے کہ ٹروٹسکی جیسا انسان جس کی عمر انقلاب کی خدمت میں گذری کبھی بھی جرمن حکومت کا گرگا ہو سکتا ہے۔ جو شخص اس

کو جرمن جاسوس بتاتا ہے وہ ٹراٹسکی پر بہتان لگاتا ہے"
کچھ عرصے بعد ہیٹر دگرڈ کے سوویٹ نے حکومت کناڈا پر زور
ڈال کر مجھے رہائی دلوادی اور میں روس پہنچ گیا میں شروع میں بولشیوک
پارٹی کا ممبر نہ تھا بلکہ میری ایک الگ پارٹی تھی جس کے تین ہزار ممبر تھے
لیکن میری پارٹی اور بالشیوک پارٹی کا پروگرام ایک ہی تھا جب پروگرام
ایک تھا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ دونوں کو ملا دیا جائے اس کے متعلق لینن
سے ذکر آیا اس کی بھی یہی رائے ہوئی چنانچہ کمیونسٹ پارٹی کانگریس
میں اس اتحاد کا اعلان کردیا گیا۔ مجھے دو چار ماہ ہی بالشیوک پارٹی میں
ہوئے ہوں گے کہ کرنسکی کی سرکار نے تشدد شروع کردیا لینن نے فن لینڈ
میں پناہ لی لیکن مجھے گرفتار کرلیا گیا۔ ہم دونوں پر یہ الزام تھا کہ ہم
جرمن جاسوس ہیں۔ زینوویف اور کیمونیف پر بھی یہی الزام لگا یا تھا۔
استالین چونکہ اس زمانے میں مشہور نہیں ہوا تھا اس لئے نظریں اس
پر نہیں پڑیں۔ کچھ عرصے بعد کورنیف نے کرنسکی کے خلاف بغاوت کی
کرنسکی کو ہماری ضرورت ہوئی اس لیے ہمیں رہائی مل گئی۔ میں جیل
سے سیدھا ونٹر پیلس پہنچا اور سرکاری نمایندوں کے ساتھ باتیں کیں
جب اکتوبر کا انقلاب ہوا تو میں نے اس میں بہت نمایاں حصہ لیا جس
کا ذکر استالین یوں کرتا ہے۔

> اکتوبر کے انقلاب کی کامیابی کا سہرا ٹراٹسکی کے سر ہے۔ یہ
> یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ فوج کا سوویٹ کی موافقت

کرنا اور انقلابی پارٹی کے عمل میں نتیجہ خیز تیزی پیدا کرنا ٹرڈسکی کا ہی کام تھا۔

لیکن چھ سال بعد ۱۹۲۴ء میں استالین اپنی کتاب "ٹروسکی ازم اور لینن ازم" میں لکھتا ہے

ٹرڈسکی نے اکتوبر کے انقلاب میں کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا اور دراصل لے بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ پارٹی میں نسبتاً نیا آدمی تھا۔"

جب بالشویک پارٹی کے ہاتھ میں حکومت آگئی تو میں پیٹرو گریڈ کے سوویٹ کا صدر ہو گیا اور فوجی کمیٹی کا سکریٹری بھی رہا۔ اس کے بعد وزیر خارجہ ہو گیا اور پھر وزیر فوج۔ میں تین برس تک روسی فوج کی تنظیم میں مشغول رہا۔ کام کی اتنی شدت تھی کہ تین سال تک ریل کے ڈبے کو اپنا گھر بنانا پڑا۔ خانہ جنگی ختم ہونے پر میں ملک کی اقتصادی ترقی کی طرف متوجہ ہوا۔

۱۹۲۵ء تک میں وزیر جنگ رہا اور سیاسیہ کمیٹی یعنی پولٹ بیرو جو کمیونسٹ پارٹی کا اہم ادارہ تھا اس کا ممبر رہا۔ مئی ۱۹۲۵ء میں مجھے وزارت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ میرے علیحدہ کرنے کی سازش میں استالین زنیوویف اور کمینیف شامل تھے۔ یہ تینوں اصحاب مثلث کہلاتے تھے اور ان کا یہ اتحاد میرے خلاف استعمال ہوتا تھا انھوں نے اپنا اثر ملک کے گوشے گوشے میں قائم کر لیا تھا اور تار کے

خفیہ لفظ بنا لئے تھے۔ یہ سب میرے خلاف تھا میں نے کمیونسٹ پارٹی
کی تنظیم میں بہت اہم حصہ لیا تھا۔ پارٹی کے پروگرام اور اہم اعلانات
میری ہی محنت کے مرہون منت ہیں۔ مجھے ۱۹۲۷ء میں پارٹی سے
اس لئے نکال دیا گیا کہ سودیٹ پارٹی اور ٹریڈ یونین میں سربرآوردہ
لوگوں کی جو ذاتیں بن گئی تھیں میں ان کی مخالفت کرتا تھا اور یہ چاہتا
تھا کہ ان ذاتوں نے خاص حقوق کی جو رسم جاری کرلی ہے اس کو
ختم کیا جائے تاکہ طریق پیداوار سے ملک کے تمام باشندوں کو یکساں
فائدہ ہو۔ دوسرے میرا بین الاقوامی نقطہ نگاہ تھا۔ ان اختلافات کی
بناء پر مجھے پارٹی سے نکال دیا گیا اور وسط ایشیا کے ایک مقام
الما آٹا بھیج دیا گیا۔ وہاں میں تصنیف کا کام کرتا رہا اور دو کتابیں تصنیف
کیں جن کے نام یہ ہیں "لینن کے بعد تیسری انٹرنیشنل" اور "مستقل انقلاب"
روسی حکومت نے ان کو چھاپنے کی اجازت نہیں دی اس لئے وہ
امریکہ میں چھپی ہیں، الما آٹا میں ایک روز روس کی خفیہ پولیس کا افسر
میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "آپ اپنی تصنیف کا کام بند کردیں"۔
مجھے غصہ آگیا اور میں نے اسے سخت سُست کہا۔ اس وقت تو
وہ چلا گیا لیکن اگلے روز اس نے آکر یہ اطلاع دی کہ مجھے کسی دوسرے
ملک میں بھیجا جارہا ہے۔ اب مجھے ترکی روانہ کردیا گیا جہاں میں ساڑھے
چار سال رہا۔ وہاں سے میں نے ایک اخبار نکالا جو میرے خیالات
کا آئینہ ہے ترکی کے دوران قیام میں میں نے بہت سی کتابیں اور

مضمون لکھے۔ ساڑھے چار سال میں صرف ایک ماہ کے لئے ترکی سے باہر گیا وہ بھی اس لئے کہ کوپینگن کی یونیورسٹی کے لڑکوں نے مجھے انقلاب روس پر تقریر کرنے کو بلایا تھا میں ۱۹۳۳ء میں فرانس چلا گیا وہاں دو سال کے قریب گذارے اور تصنیف میں مشغول رہا۔ لیکن جب ۱۹۳۴ء میں فرانس میں فسطائی شورش ہوئی اسوقت مخالفوں کو موقع مل گیا۔ گیوبل نے جرمن اخباروں میں ایک خیالی سازش میرے سر منڈھی اور فرانس کے اخباروں نے اس کو بڑی سرخیاں دے کر چھاپا۔ گیوبل نے مجھ پر یہ الزام لگایا تھا کہ فرانس میں فسطائی بغاوت میں نے کرائی ہے۔ اس وقت فرانس کی حکومت نے مجھ سے کہا کہ ملک کے اخباروں نے اس قدر شور مچایا ہے کہ ہم آپ کے خلاف کچھ کارروائی کرنے پر مجبور ہیں۔ ہم آپ کو بظاہر تو فرانس سے اخراج کا حکم دیں گے مگر آپ خفیہ طریقے پر رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ حکومت کی طرف سے اعلان نکل گیا کہ ٹرٹسکی نکال دیا گیا ہے مگر میں اس اعلان کے سال بھر بعد تک فرانس میں موجود رہا۔ کچھ دن بعد ناروے کی حکومت تبدیل ہو گئی اور وہاں عنان حکومت مزدور جماعت کے ہاتھوں میں آ گئی اس وقت مجھے خیال ہوا کہ ناروے میں زیادہ آرام اور آزادی سے گذرے گی چلو وہاں چلیں۔ مجھے ناروے میں داخلے کی اجازت مل گئی اور میں اوسلو میں مقیم ہو گیا۔ یہاں بھی وہی تصنیف کا کام کرتا رہا۔ ۱۹۳۶ء میں زینوویف کمینیف کے مقدمے کے بعد

ناروے کی حکومت نے مجھے پکڑ لیا اور یہ الزام لگایا کہ میں اُن کے ملک میں سیاسی ریشہ دوانیاں کر رہا ہوں اور میرے ایک مضمون کو جو دراصل فرانس کے متعلق تھا اور امریکہ کے ایک اخبار نیشنل میں چھپا تھا اس کو ریشہ دوانیوں کے ثبوت میں پیش کیا، لیکن میری گرفتاری کی اصل وجہ سوویٹ یونین کا دباؤ تھا یہ بات مجھے اس طرح معلوم ہے کہ ناروے میں میرے بارسوخ دوست ہیں۔ دوسرے ناروے چھوٹی سی جگہ ہے وہاں ہر بات فوراً معلوم ہو جاتی ہے مجھے یہ علم ہوا تھا کہ یونین کا سفیر ناروے کے وزیر خارجہ سے ملنے آیا تھا اور میری گرفتاری کی بابت کہتا تھا۔ کچھ روز بعد ناروے کی حکومت نے مجھے رکھنے سے انکار کر دیا۔ میرے فرانسیسی دوست بڑے پریشان ہوئے، کیونکہ ناروے سے نکلنے کے یہ معنی تھے کہ روسی خفیہ پولیس گرفتار کرے گی۔ ۹ ردسمبر کو مجھے یہ معلوم ہوا کہ میکسیکو کی حکومت نے مجھے داخلے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ آج تک نہ معلوم کر سکا کہ کس کی کوشش سے میں میکسیکو پہنچا۔ یہ میری سیاسی زندگی کے خد و خال ہیں۔ میرے چار بچے تھے دو لڑکے اور دو لڑکیاں۔ ایک لڑکی نینا تھی ۱۹۲۸ء میں اس کے خاوند کو روسی خفیہ پولیس نے گرفتار کر لیا وہ دنیا میں اکیلی رہ گئی۔ زندگی کی پریشانیاں بہت بڑھ گئیں۔ وہ تنہا ان کا مقابلہ نہ کر سکی چنانچہ تہ خاک سو گئی۔ دوسری لڑکی زینا تھی وہ علاج کے لئے جرمن آئی ہوئی تھی اس کا خاوند اور بچے روس

ہی میں تھے۔ جرمنی کے دوران قیام میں اس نے سیاسی تحریکات میں حصہ
نہیں لیا لیکن میرے ساتھ اس کا بھی روس میں داخلہ ممنوع قرار دے
دیا گیا۔ خاوند اور بچوں کی جدائی نے اس کی طبیعت پر گہرا اثر کیا اور
اس نے خودکشی کر لی۔ میرا ایک بیٹا سرگی ہے، وہ یونین میں کسی اسکول
میں استاد تھا۔ وہ سیاست سے بے بہرہ تھا اور اسی لئے اس کو خیال
تھا کہ روسی حکومت اس کو کچھ نہ کہے گی۔ میری جلاوطنی کے بعد بھی وہ
روس میں رہتا رہا لیکن کب تک! آخر اس پر بھی مزدوروں کو زہر دینے
کا الزام لگا یا گیا۔ مجھے معلوم نہیں کہ اب وہ کہاں ہے لیکن ہے وہ
سوویٹ یونین میں۔ دوسرا بیٹا سیٹوف میرے ساتھ ہے، اس کو
بھی سوویٹ یونین میں داخلے کی اجازت نہیں ہے۔

گولڈمین۔ مسٹر ٹروٹسکی کیا آپ ریڈک وغیرہ کے اقرار جرم کے باوجود
ماسکو کے مقدمے کو سوویٹ یونین کے حکومتی طبقے کی سازش سمجھتے ہیں
اگر ریڈک وغیرہ مجرم نہ ہوتے تو وہ کیوں کھلے اجلاس میں اقرار
جرم کرتے۔

ٹروٹسکی۔ مجھے معلوم ہے کہ ریڈک اور اس کے ساتھیوں کے اقرار
جرم سے جو انھوں نے کھلے اجلاس میں دنیا کے پریس کے سامنے کیا
عوام مغالطے میں پڑ گئے ہیں۔ عوام کا یہ خیال ہے کہ پریس کے نمائندوں
کی موجودگی میں ریڈک وغیرہ جو کچھ بھی چاہتے کہہ سکتے تھے۔ وہاں
ان پر کوئی بیرونی دباؤ نہیں تھا جب انھوں نے خود اقرار جرم کر لیا

توشبہہ کی کوئی گنجائش نہیں رہی اور چونکہ ان کے بیانات میں ٹروٹسکی اس سازش کا سرغنہ بتایا گیا ہے اس لئے یہ ضرور مجرم ہے۔

میں اس خیال کی تردید میں بجائے خود عرض کرنے کے تاریخ کے مشہور پروفیسر چارلس۔ اے بیرڈ کا خیال پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ پروفیسر موصوف نے اس تحقیقاتی کمیشن میں شرکت سے انکار کردیا لیکن انھوں نے ایک فاضلانہ تحریر لکھی ہے جو پروفیسر صاحب کی علمیت کا اندازہ کرتے ہوئے ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں "میں نے ماسکو کے مقدمے کا بڑے غور سے مطالعہ کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ٹروٹسکی کے خلاف جو کچھ بھی الزامات ہیں ان کا ثبوت ریڈک اور اس کے ساتھیوں کے بیان کے سوا کچھ نہیں۔ تاریخ عالم کا مطالعہ مجھے یہ بتاتا ہے کہ اقرار جرم خواہ وہ بغیر کسی بیرونی دباؤ کے ہی کیوں نہ ہو کسی جرم کا ثبوت نہیں ہوسکتا" اس جملے کے الفاظ "ہی کیوں نہ ہو" سے اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل پروفیسر بیرونی دباؤ کے مسئلے کو قابل بحث سمجھتے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے قرون وسطیٰ کی مذہبی عدالتوں اور توہمات کے تاریک زمانے سے ایسی مثالیں پیش کی ہیں کہ مجمع کے سامنے اقرار جرم ہوا۔ اگرچہ مجرم نے جرم نہیں کیا تھا۔ پروفیسر صاحب کے نزدیک جب تک کسی کے خلاف خارجی شہادت نہ ہو اس وقت تک اس کو مجرم نہیں ٹھہرا سکتے۔ اس اصول پر ان کا خیال ہے کہ جو شخص مجھ کو مجرم ٹھہرائے اس کو کوئی ایسی

خارجی شہادت پیش کرنی چاہیے جس کا غلط اور صحیح ہونا جانچا جا سکے! اور اگر میرے خلاف کوئی ایسی شہادت دستیاب نہیں ہو سکتی جس کو ٹھونک بجا کر دیکھا جا سکے تو میں مجرم نہیں گردانا جا سکتا۔ جب پروفیسر صاحب کا یہ خیال ہے کہ اقرار جرم کسی کو مجرم گرداننے کے لئے کافی شہادت نہیں ہے اور جنھوں نے اقرار جرم کیا وہ مجرم ثابت نہیں ہوئے تو میں بھی مجرم ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ مقدمہ سوویٹ یونین کے حکومتی طبقے کی میرے اور میری پارٹی کے خلاف ایک سازش ہے۔ اس مقدمے میں حکومتی طبقہ سوائے زبانی شہادتوں کے کوئی تحریری شہادت پیش نہ کر سکا اور جن شہادتوں کو خراد پر چڑھایا جا سکتا تھا ان کو میں نے غلط ثابت کر دیا۔ چند مجرموں نے یہ کہا کہ وہ مجھ سے فلاں وقت فلاں جگہ ملے اور میں نے ان کو ہدایات دیں۔ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ میں اس وقت اس مقام پر ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ ماسکو کے مقدمے کی دو خصوصیات ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں مجرموں کے خلاف کوئی ایسی شہادت پیش نہیں کی گئی جس کو ٹھونک بجا کر دیکھا جا سکے۔ دوسرے اقرار جرم میں بھیڑ چال ہے۔ ہر مجرم قریب قریب ایک سے الفاظ میں اقرار جرم کرتا ہے اور حکومت کا وکیل جو سوال کرتا ہے اس کا جواب 'جی ہاں' کے سوا اور کچھ نہیں دیتا سب ملزموں کی یہ بھیڑ چال ایک سمجھ دار انسان کو یہ یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ یہ سب جعلی کارروائی ہے۔

گولڈمین۔ مسٹر ٹروٹسکی! جلاوطنی سے قبل آپ کا سوویٹ یونین کی صنعت وحرفت کی بابت کیا خیال تھا؟

ٹروٹسکی: ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۹ء تک میں اس پر لڑا کہ صنعت وحرفت کو تیزی سے ترقی دینی چاہئیے میں نے ۱۹۲۵ء میں ایک کتاب "روس کا رخ سرمایہ داری کی سمت ہے یا سوشلزم کی سمت" لکھی تھی جس میں یہ بتایا تھا کہ اشیاء کی پیداوار کو موجودہ مقدار سے بیس گنا یا اس سے بھی زیادہ بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس وقت استالین اور اس کی پارٹی نے مجھے مخبوط الحواس کہا اور "صنعتی دیو" کا لقب بطور طعن دیا۔ سوویٹ حکومت نے میرے ساتھیوں کو بھی صنعتی دیو کہنا شروع کر دیا لیکن واقعات نے یہ بتایا کہ میں مخبوط الحواس نہیں تھا۔ پیداوار میرے اندازے سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھی۔ جب میں ۱۹۳۷ء میں برقابی اسٹیشن کے بنوانے پر شدت سے مُصِر تھا تو مرکزی کمیٹی میں استالین نے مجھے یہ جواب دیا تھا کہ ہمارے لئے کسی قسم کا برقابی اسٹیشن بنانا ایسا ہی مضر ہے جیسے کسان کے لئے گائے خریدنے کی بجائے گراموفون خریدنا استالین یہ سمجھا ہی نہیں کہ ملک کی صنعتی حرفتی ترقی کے بغیر سوشلزم چل ہی نہیں سکتا اور اس کی ترقی کے لئے بجلی کا انتظام ملک کے لیے ازحد ضروری ہے۔

گولڈمین۔ جب پنج سالہ پروگرام شروع ہوا تو آپ نے کیا اظہار خیال کیا تھا؟

ٹروٹسکی پنج سالہ پروگرام ۱۹۲۸ءمیں شروع ہوا تھا اور ۱۹۳۲ءمیں ختم ہوا۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے۔ سب سے پہلے ۱۹۲۵ءمیں پروگرام کا خیال پیدا ہوا اور یہ اندازہ لگایا گیا کہ پروگرام کے بموجب کام کرنے سے پہلے سال اس وقت کی پیداوار سے نو گنی زیادہ پیداوار ہوگی دوسرے سال گھٹ کر آٹھ گنی رہ جائے گی اور اسی طرح گھٹتی رہے گی یہاں تک کہ آخری سال صرف چار گنی رہ جائے گی اس اندازہ سے مجھے سخت اختلاف تھا یہ اختلاف جب بڑھا تو گرما گرمی کی نوبت آگئی۔ میں نے اس پروگرام کا نام بطور طعن "تخریب صنعت" رکھا کیونکہ اس پروگرام سے پست خیالی اور کم ہمتی ٹپکتی تھی اور جس قدر پیدا ہوسکتا تھا یہ پروگرام اس سے بہت کم پر اکتفا کرتا تھا۔ میری مخالفت کا یہ نتیجہ ہوا کہ پروگرام دوبارہ بنا جس کا ذکر میں نے اپنی کتاب 'روس میں اصلی حالت' میں کیا ہے۔ دوسرے پروگرام میں یہ اندازہ لگایا گیا تھا کہ پانچوں سال نو گنی پیداوار رہے گی۔ میں اس پر بھی لڑا اور میں نے بتایا کہ پیداوار قریب ۲۰ گنی ترقی کر سکتی ہے۔ زار کے زمانے میں موجودہ مقدار سے ۶ گنی زیادہ مقدار تھی میں نے اس کو تگنا کردیا ہماری پارٹی نے کہا کہ جو کچھ ترقی ہو سکتی ہے اس سے ہمارا اندازہ کہیں کم ہے ۲۰ گنی ترقی سے بھی زیادہ ترقی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا پروگرام شروع ہونے کے پہلے ہی سال یہ ظاہر ہو گیا کہ ہم جو کچھ کہتے تھے وہ ٹھیک تھا۔ صنعت بہت تیزی سے بڑھی۔ چنانچہ پھر پروگرام کو

تبدیل کرنا پڑا۔ اب حکومتی طبقے کو یہ سوجھی کہ پروگرام پانچ سال کی بجائے چار سال ہی میں پورا کر دینا چاہئے۔ میں نے اپنے اخبار بو لیٹن میں بڑی شد و مد کے ساتھ اس کی مخالفت کی جو عملی لوگ نہیں ہوتے ان کی خاص خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ کام شروع کرنے سے قبل وہ ترقی کے امکانات کا اندازہ نہیں لگا سکتے اور جب خلاف توقع اچھے نتیجے نکلتے ہیں تو اندھا دھند ترقی کی کوشش کرتے ہیں میں حکومتی طبقے کی اس تیزی کے خلاف تھا۔ کیونکہ مجھے اس کے تباہ کن نتیجے کی خبر تھی۔ اس وقت میری تردید میں یہ کہا گیا کہ ملک پر حملہ ہونے کا ہر وقت خطرہ ہے اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے ہمیں روس کی اقتصادی حالت اس معیار پر پہنچا دینی چاہئے جس پر دشمنوں کی ہے تاکہ مقابلہ ہو سکے چنانچہ روس میں امریکن طرز کی فیکٹریاں بنا دی گئیں لیکن سڑکیں ندارد۔ رسل و رسائل کا انتظام مفقود۔ فیکٹری کے مزدوروں کے لئے مکان نہیں بنے اور جہاں بنے وہاں صفائی کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وبا پھیل گئی۔ مزدور مر گئے۔ فیکٹریاں بند ہو گئیں یا ان کی پیداوار گھٹ گئی۔ حکومت نے اپنی نالائقی کا الزام دوسروں کے سر منڈھا۔ فیکٹری کے کارکنوں پر مقدمے چلا دئے کہ یہ ٹرڈسکی کے پیرو ہیں اور دیدہ و دانستہ ملک کی اقتصادی ترقی کو روکنا چاہتے ہیں۔ سرمایہ داری میں جنسوں کی کمی و بیشی کا اندازہ قیمتوں کے اتار چڑھاؤ سے ہوتا ہے۔ لیکن اشتراکی نظام میں بازاری امول

کی غیر موجودگی کی وجہ سے خود حکومت کو باضابطہ اعداد و شمار کی مدد سے جنس اور خریداریں توازن قائم رکھنا ہوتا ہے یعنی یہ کہ ایک جنس کس مقدار میں بنے کہ سماج کے لئے کافی ہو۔ لیکن یونین میں کسی کو یہ خبر نہ تھی کہ کیا شئے کس مقدار میں بنانی چاہئے اس لاعلمی کی بنا پر صنعت و حرفت میں بہت گڑبڑ پیدا ہو گئی میں نے اس زمانے میں صاف طریقے پر یہ کہہ دیا تھا کہ ہم اپنے تاریک ماضی کو فراموش نہیں کر سکتے اور یہ تیزی بجائے اقتصادی ترقی کے آشوب (crisis) پیدا کر دیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

گولڈ مین۔ اب آپ کو جو کچھ اخباروں کے ذریعے سے معلوم ہوتا رہتا ہے اس کی بنا پر یونین کی صنعتی ترقی کی بابت آپ کا کیا خیال ہے؟

ٹروٹسکی۔ یونین میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ ہمیشہ سے میرا یہ خیال ہے کہ سرمایہ دارانہ طریق پیداوار کی نسبت سوشلسٹ طریق پیداوار سے صنعت و حرفت بہت تیزی سے ترقی کر جاتی ہے یونین میں جو ترقی ہو رہی ہے اس کی وجہ وہاں کا حکومتی طبقہ نہیں ہے بلکہ انفرادی ملکیت کا ختم ہو جانا اور پروگرام سے کام کرنا ہے اگر روس میں جمہوریت ہوتی تو اس سے بھی زیادہ ترقی ہوتی۔ میں سرمایہ دارانہ معترضین کے مقابلے میں یونین کے اقتصادی حالات کی حمایت کرتا ہوں۔ لیکن حکومتی طبقے کی پالیسی کے نقائص بھی بتاتا ہوں۔

گولڈ مین۔ کیا آپ مختصراً یہ بتائیں گے کہ اجتماعی طریق زراعت کی بابت آپ کا کیا خیال ہے؟

ٹروٹسکی۔ زراعت میں بھی غیر معمولی عجلت سے کام لیا گیا۔ پہلا

پروگرام اس خیال سے شروع کیا گیا تھا کہ جملہ مزروعہ آراضی کی ۲۰ یا ۲۲
فی صدی میں اجتماعی طریق زراعت جاری کیا جائے گا لیکن پروگرام
کے تیسرے سال ہی ۶۰ فی صدی کر دیا گیا ہم نے مخالفت کی کہ مشینیں
نہیں، کاریگر نہیں، ملک میں سڑکیں نہیں۔ رسل و رسائل کا سامان
نہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں ساٹھ فی صدی آراضی میں اجتماعی
طریق زراعت شروع کرنا تباہی کو مہمان بنانا ہے لیکن حکومتی طبقے
نے نہیں مانا اور اس کے طریق کارنے پروگرام کو خاک میں ملا دیا
زراعت میں ترقی تو کیا ہوتی تھی لیکن اس عجلت کا یہ نتیجہ ضرور
ہوا کہ لاکھوں کسان موت کے گھاٹ اتار دئے گئے میں اجتماعی
طریق زراعت کے خلاف نہیں ہوں لیکن جس طریق پر حکومتی طبقے
نے اس کو شروع کیا اس کا مخالف ضرور ہوں اجتماعی طریق پر
کاشتکاری کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ کاشتکاروں میں اتحاد
عمل کی عادت پیدا کی جاتی تاکہ کاشتکار خود اجتماعی طریق پیداوار
کے حامی ہو جاتے۔ یہ ضروری تھا کہ کاشتکاروں کو اجتماعی طریق
کے فوائد بتائے جاتے نہ کہ امیر کاشتکاروں (کولک) کو مار دیا
جاتا۔ میں کولک سے ڈرتا نہیں۔ یہ دوسروں سے کام کراتے ہیں
میں سیاسی مصالح کی بنا پر کولک کو مارنے کا مخالف تھا۔ چنانچہ
حکومتی طبقے نے جب کولک کو مارا تو بہت سے کسان خوف کے مارے یونین
کے دشمنوں سے مل گئے۔ حکومتی طبقے کی حماقتوں کی وجہ سے عام

تباہی لازمی تھی۔ صنعت وحرفت اور زراعت سب میں کمی واقع ہو گئی اب الزام سے بچنے کے لئے حکومتی طبقے نے لوگوں کو پکڑنا مارنا، جلا وطن کرنا شروع کر دیا اور مجھ پر یہ الزام لگایا کہ اقتصادی زندگی کی بدحالی کا ٹروٹسکی ذمہ دار ہے۔ حکومت کا یہ کہنا کہ ٹروٹسکی دوسرے ملکوں میں بیٹھا ہوا یونین میں بدنظمی پیدا کر رہا ہے اُن کی اپنی نا اہلیت کا اعتراف کرنا ہے۔ کیا میں اتنا طاقت ور اور بارسوخ انسان ہوں کہ جلا وطنی کی حالت میں ایک غیر ملک میں بیٹھا ہوا یونین کی فیکٹریاں اڑا رہا ہوں اور وہاں کی حکومت بے بس ہے۔ کوئی صحیح الدماغ یہ باور نہیں کر سکتا۔ حکومتی طبقے نے اپنی حماقتوں کو چھپانے کے لئے اعداد وشمار کے ماہروں کو غائب کرنا شروع کر دیا تھا چند کو سائبیریا جلا وطن کر دیا تھا۔ نہ صرف یہی بلکہ صنعتی پارٹی پر مقدمہ چلا دیا تھا اور پروگرام کے کمیشن میں جو ماہر ممبر تھے ان کے خلاف بھی مقدمہ چلا دیا تھا تاکہ حکومت اپنی غلطیاں ان کے سر منڈھ سکے۔ حکومت پہلے انجینیر سے اپنی مرضی کے مطابق پروگرام بنواتی تھی اور جب وہ کامیاب نہیں ہوتے تو انجینیر پر مقدمہ چلا دیا جاتا تھا۔ حالانکہ انجینیر کی اس میں کیا ذمہ داری ہو سکتی ہے۔ سوکالنف مورخ گروتمین ماہر اقتصادیات۔ بازارف جو پروگرام کے کمیشن کا ممبر تھا۔ پولوف جو اعداد وشمار کے محکمے کا افسر تھا ان سب کا کچھ پتہ نہیں کہ کہاں سما گئے ان کا جرم یہ تھا کہ انھوں نے غلط اعداد وشمار دینے سے انکار

کر دیا تھا۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومتی طبقے کے دیئے ہوئے اعداد و شمار پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ دیدہ و دانستہ غلط اعداد و شمار دینے کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ یہ مثل مشہور ہے کہ جھوٹوں کا حافظہ نہیں ہوتا اور کہیں نہ کہیں ان کی گرفت کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ استالین نے پنج سالہ پروگرام کو جو ایک سال قبل پورا ہو چکا تھا بہت کامیاب بتایا تھا اور یہ کہا تھا کہ آخر سال میں بیس گنی ترقی ہوئی تھی لیکن مولوٹف نے اپنی ایک تقریر میں کہا "ہم پروگرام کے آخری سال میں صرف آٹھ گنی پیداوار کر سکے" اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بیس گنے کے صرف آٹھ گنے رہ گئے تو پانچ سال کا کام چار سال میں کس طرح ختم ہو گیا اور اس کی کیا وجہ کہ صرف آٹھ گنا ہو پایا اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حکومتی طبقے نے طریق پیداوار کی مشکلات اور مختلف پہلوؤں پر غور نہیں کیا اور کام شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف آٹھ گنی پیداوار ہو کر رہ گئی میں نے اپنے اخبار میں حکومتی طبقے سے یہ سوال کیا تھا کہ استالین اور مولوٹف کے ان متضاد بیانات کی کیا وجہ ہے لیکن بے سود۔ کوئی جواب نہ ملا۔ حکومتی طبقے نے اب یہ رویہ اختیار کر لیا ہے کہ جب کبھی عوام کی طرف سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ اقتصادی اور سیاسی نظام میں کچھ تبدیلی کی جائے حکومت فوراً یہ کہنے لگتی ہے کہ یہ بائیں جماعت کی ریشہ دوانیاں ہیں عوام بالکل مطمئن ہیں۔ حکومت طاقت سے ہر اصلاحی تحریک کو دبا دیتی ہے

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جس جماعت یعنی عوام کے بل پر سوشلزم کامیاب ہو سکتا ہے وہی گونگی ہو کر رہ گئی ہے۔

گولڈمین۔ (کمیشن کے ممبروں سے مخاطب ہو کر) اب یہ بیان کیا جائے گا کہ مسٹر ٹراٹسکی کا انفرادی کشت وخون اور دہشت پھیلانے کی بابت کیا خیال ہے۔ ان کے خیالات واضح کرنے کے لئے ان کی تحریرات سے اقتباس پیش کئے جائیں گے جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ مسٹر ٹراٹسکی کبھی بھی کیرف کے قتل کی سازش میں شریک نہیں ہو سکتے تھے ۱۹۰۹ء میں ٹراٹسکی لکھتا ہے "انفرادی کشت وخون کے لئے اس قدر توازن دماغی، دلیری اور رازداری کی ضرورت ہے کہ اس کو کبھی جماعتی شکل میں اختیار نہیں کیا جا سکتا مارکسسٹ نے ہمیشہ اس کی مخالفت کی ہے ان کی پارٹی جماعتی تنظیم چھوڑ کر زار روس کے محل میں سرنگ لگانا حماقت سمجھتی ہے" ٹراٹسکی ۱۹۰۹ء میں دوبارہ لکھتا ہے "انفرادی کشت وخون جہاں حکومت میں بے چینی اور گھبراہٹ پیدا کرتا ہے وہاں وہ انقلابی جماعت میں بھی خوف اور انتشار پیدا کر دیتا ہے۔ سرمایہ دار جماعت بھی پہلے سے زیادہ چوکنی اور مضبوط ہو جاتی ہے اور انقلابی جماعت کو کچل ڈالتی ہے۔ انفرادی کشت وخون اب روس میں تو ختم ہو گیا لیکن پنجاب اور بنگال میں رونما ہوتا رہتا ہے یہ اس ملک کی سیاسی خامی کی علامت ہے۔ شاید مشرقی ممالک میں اس کا چرچا کچھ عرصے رہے

لیکن روس میں تو یہ ایک قصہ پارینہ بن گیا ہے۔ انفرادی غارت گری اگر اثر بھی کرتی ہے تو بہت غیر مستقل۔ سرمایہ دار حکومت کسی خاص وزیر کے بل پر نہیں چلتی اگر کسی نے اس کو مار بھی دیا تو دوسرے نے اس کی جگہ لے لی۔ اس قسم کے قتل سے سرمایہ دارانہ نظام میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا وہ زندہ رہتا ہے اس کے برخلاف عوام میں ہراس اور انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا ہوا کرتا کہ کسی وزیر کو مار دینے سے کوئی نظام ختم ہو جایا کرتا تو مزدور جماعت کی تنظیم میں سالہا سال صرف کرنے کی کیا ضرورت تھی اگر چند خطاب یافتہ لوگوں کو بارود سے ڈرا دینے سے سرمایہ داری کی بنیادیں ہل جایا کرتیں تو پارٹی بنانے، جلسے کرنے، تبلیغ کرنے، الیکشن لڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ کافی ہوتا کہ کسی پارلیمنٹ کی گیلری میں چلے گئے اور تمام وزیروں کے گولی مار دی۔ ہمارے نزدیک انفرادی قتل و غارت مضر ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے عوام سے خود اعتمادی جاتی رہتی ہے۔ وہ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ کوئی دلیر آدمی انھیں مصیبت سے نجات دلائے گا۔" مسٹر ٹروٹسکی کیا آپ کیرف کے قتل کے اسباب و علل پر روشنی ڈال سکتے ہیں؟
ٹروٹسکی۔ اس قسم کی واردات اس وقت ہوتی ہے جب نوجوان طبقہ بالکل زچ ہو جاتا ہے۔ ہر نوجوان کی نمو کے لئے کھلی ہوئی سیاسی فضا ضروری ہے۔ آنے والی نسل موجودہ نسل کی ضرور مخالفت کرتی ہے اور اپنی راہیں خود پیدا کرنا چاہتی ہے۔ یہ ایک نفسیاتی کیفیت ہے

جب نوجوانوں پر سب طرف سے تخلیق کی راہیں بند ہو جاتی ہیں اسوقت اس قسم کے دھماکے پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اس خاص قتل کی بابت مجھے کوئی علم نہیں۔ بہت ممکن ہے اس قتل کی تہہ میں کوئی عورت ہو اور حکومتی طبقے نے کیرف کو بدنامی سے بچانے کے لئے یہ معاملہ دبا دیا ہو۔ کیرف کے قتل سے پہلے ہی یہ کہتا رہا ہوں کہ انفرادی قتل و غارت نقصان دہ ہیں۔

مسٹر ڈیوی (صدر کمیشن) مسٹر ٹروٹسکی یہ بتایئے کہ سوویٹ یونین کے باشندوں سے آپ کی خط وکتابت نجی معاملات کی بابت ہے یا سازشی قسم کی ہے؟

ٹروٹسکی۔ میں سوویٹ یونین کے باشندوں سے جو کچھ بھی خط وکتابت کرتا ہوں اس کو اپنے اخبار میں چھاپ دیتا ہوں میری خط وکتابت اس نوعیت کی نہیں ہوتی جس کو عام نہ کیا جا سکے۔ میری خط وکتابت میں یہی ہوتا ہے کہ ہمیں اپنا انقلابی فرض نہیں بھولنا چاہیئے تاکہ جب ملک میں نئی لہر اٹھے جس کا شروع ہونا لازمی ہے تو ہم اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

مسٹر ڈیوی۔ تو آپ سازشی خط وکتابت سے انکار کرتے ہیں؟

ٹروٹسکی۔ یہاں سازشی کا لفظ ذرا پیچیدگی پیدا کرتا ہے۔ معمولی عبارت جو کارڈ پر لکھی جا سکتی ہے وہ بھی سازشی قرار دی جا سکتی ہے، کیونکہ حکومت نے خط وکتابت کے خلاف سنسر لگا رکھا ہے اگر میں کسی طرح سنسر سے بچا کر اپنا اخبار یونین

میں پہنچا دوں تو یہ بھی سازشی کارروائی کہلائے گی۔ لیکن ایسا میں ضرور کردوں گا کیونکہ یہ میرے معتقدات کے خلاف نہیں ہے یہ میرے اظہار خیال کا ایک طریقہ ہے میں اس کو ذرا اور واضح کردوں۔ اکتوبر کے انقلاب سے قبل میرے لئے یہ ممکن تھا کہ مجھے پارٹی کے فیصلوں سے جب بھی اختلاف ہوتا تھا تو اپنے خیال کا اظہار علانیہ طریقے پر کر سکتا تھا۔ کیونکہ ہماری پارٹی کی روایات جمہوری تھیں لیکن اب جب کہ ہر جمہوری روایت استبدادیت میں تبدیل ہوگئی ہے، حکومتی طبقے کی نظر میں ہر عمل سازشی ہوگیا ہے ہر وہ اختلاف جو دوسرے ملکوں میں سیاسی صحت کی علامت سمجھا جاتا ہے، اس کو روس میں سازشی گردانا جاتا ہے۔ حکومت ہر اختلاف کو سازش شمار کرتی ہے میں جانتا ہوں کہ میں اور میرے دوست سوویٹ یونین، اٹلی، جرمنی میں سازشی طریقے پر اپنے خیالات کی تبلیغ کرتے ہیں وہ صرف اس لئے کہ وہاں کسی دوسرے طریقے کی گنجائش ہی نہیں اگر ان ممالک میں جمہوریت ہوتی تو ہمیں خفیہ کارسوائی کرنے کی ضرورت نہ تھی ہمارے خیالات سازشی نہیں ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ استالین کو مار ڈالو۔ فیکٹری کو اڑا دو۔ ہم روسی نوجوانوں سے یہی کہتے ہیں کہ اشتراکی طریق کاشت اور صنعت کو ترقی دینے میں بہت جلدی کی جا رہی ہے اس عجلت سے جو خطرے پیدا ہوتے ہیں ان کا ضرور اعلان کرتے رہنا چاہیئے اگر ہمیں کوئی رجعت پسند کہتا ہے تو کہنے

دوڈرو نہیں قتل وغارت مت کرو۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم میں سے بہترین نوجوان ضائع ہو جائیں گے بلکہ یہ کرو کہ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں بنالو اور ان میں تبلیغ کرو۔ پارٹی کی تاریخ پڑھو اور مستقبل کے لئے تیاری کرو۔ اگر کوئی ان کو سازشی باتیں گردانتا ہے تو گردانے۔ جمہوری حکومتوں میں یہ سازشی خیالات شمار نہیں ہوتے۔ اب ہمیں جرمنی سے بھی خط و کتابت کرنے میں بہت دقّت ہو گئی ہے اگر ۱۹۳۲ء کی جرمنی کا آج کی حالت سے اندازہ لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہاں سوشلسٹ کا اقتدار کتنا کم ہوگیا ہے۔ ہٹلر کے برسراقتدار آنے پر استالین نے کہا تھا کہ یہ ایک وقتی تبدیلی ہے۔ کچھ دن کے بعد ہٹلر کو خود زوال ہو جائے گا۔ میں نے اس خیال کی سخت مخالفت کی تھی اور کہا تھا کہ اس سے زیادہ بے وقوفی کی بات کہنا مشکل ہے۔ ہٹلر کا عروج جرمن تاریخ میں پرولتاریوں کی سب سے زبردست شکست ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ جرمنی میں روز بروز ہمارا اثر کم ہو رہا ہے سوویٹ یونین میں بھی ۱۹۳۳ء سے ردعمل ہو رہا ہے۔ اس کو آج ۱۲ سال ہو گئے۔ زینوویف اور کیموویف پر مقدمہ اور پارٹی سے میرے اخراج نے روسی پرولتاریوں پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔ ہم لوگ پارٹی کے روح رواں تھے، سوویٹ یونین کے باشندوں اور نیز حکومتی طبقے میں دو مختلف قسم کے ردعمل ہو رہے ہیں۔ عوام میں اضمحلال کی شکل پیدا ہو گئی ہے۔ وہ حیران ہیں کہ کیا کریں، وہ اس طرح خیال کرنے لگے

ہیں "جو ہونا ہوگا ہو رہے گا۔ کیا کریں کچھ سمجھ میں نہیں آتا" لیکن حکومتی طبقے میں ردعمل مختلف قسم کا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اِس وقت موقع ہی پیچھے جما لو۔ اب حکومتی طبقے نے اس کا کافی انتظام کر لیا ہے کہ ہماری خط و کتابت بھی نہ ہونے پائے۔

گولڈمین۔ کیا آپ کے خیال میں سوویٹ یونین میں جلد کوئی تبدیلی ہونی ممکن ہے۔ کیا جلد استالین کی حکومت ختم ہو سکتی ہے؟

ٹروٹسکی۔ یا تو مزدوروں کی جمہوریت اس کو ختم کر دے گی اور عوام کی طاقت ہی ایسا کر سکتی ہے یا فسطائی رَدِعمل اس کو ختم کر دے گا انفرادی تشدد سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔

گولڈمین۔ جب آپ مزدوروں کی طاقت کا ذکر کرتے ہیں تو کیا آپ کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ کوئی مزدور استالین کے گولی مار دے گا؟

ٹروٹسکی۔ ہرگز نہیں ۱۹۳۳ء میں بھی میرا یہ یقین تھا کہ بلا کشت و خون کے حکومت میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ ہم سوویٹ یونین میں انقلاب نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ اصلاح چاہتے تھے۔ جب ہٹلر کو فتح ہو گئی اور استالین اور کمنترن کے کان پر جوں تک نہ رینگی تب ہمیں یہ یقین ہوا کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل انقلابی نہیں رہی اور اس میں یہ قابلیت نہیں کہ ہماری سب سے زبردست شکست سے درست نتائج اخذ کر سکے۔ کمنترن کے مفلوج ہو جانے پر ہم نے ایک نئی پارٹی کی بنیاد رکھی اور اس کا نام "چوتھی انٹرنیشنل" رکھا جس کا مقصد یہ تھا کہ سوویٹ یونین میں ایک

نئی انقلابی پارٹی بنائی جائے ۔ اس عمل کا جواب استالین نے مرکزی کمیٹی
کے ۱۹۲۷ء کے اجلاس میں یہ دیا "حکومتی طبقے کو سوائے خانہ جنگی کے
اور کوئی چیز نہیں ہٹا سکتی" ریڈک نے اس کا یہ جواب دیا "کہ یہ چنگیزی
ہے"۔ ہمارا اب تک یہ خیال تھا کہ پارٹی کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے عہدہ دار
بدل دے لیکن استالین کے بیان سے یہ ظاہر ہو گیا کہ پارٹی کی طاقت سے
استالین اور اس کے حکومتی طبقے کو برطرف کرنا ممکن نہیں ۱۹۳۳ء کے
وسط تک ہمارا یہی خیال رہا کہ صلح اور صفائی سے کام ہونا ممکن ہے
لیکن جب ہٹلر کی فتح ہونے دی گئی اور ہم نے یہ دیکھا کہ کمیونسٹ پارٹی
میں خاموشی ہے اس وقت ہم یہ سمجھے کہ استالین واقعی درست کہتا
تھا کہ اس کو اور حکومتی طبقے کو برطرف کرنے کے لئے ایک سیاسی انقلاب
کی ضرورت ہے۔ یہاں یہ ضروری ہے کہ میں سیاسی اور سماجی انقلاب
کا فرق بتا دوں انقلاب فرانس کی مثال لیجئے۔ وہ سماجی اور سیاسی
دونوں قسم کا انقلاب تھا۔ سماجی انقلاب وہ اس معنی میں تھا کہ اس نے
جاگیر دارانہ طریق پیدا وار اور ملکیت کو سرمایہ دارانہ طریق پیداوار
اور ملکیت میں بدل دیا تھا لیکن فرانس میں سیاسی انقلاب تین ہوئے
اسی طرح روس میں اکتوبر کا انقلاب ایک سماجی انقلاب تھا یعنی اس
نے سرمایہ دارانہ ملکیت کو تباہ کر کے اشتراکی ملکیت کی بنیاد رکھی۔ اگرچہ
یونین میں استبدادیت پسند حکومت ہے لیکن ملکیت کی شکل ہنوز اشتراکی ہے
لیکن حکومتی طبقے سے اشتراکی ملکیت کو ہر وقت خطرہ ہے اگر چند

سال یہی حالت رہی تو حکومتی طبقہ پھر ملکیت کی نوعیت بدل دے گا
فی الحال سوویٹ یونین میں صرف سیاسی انقلاب کی ضرورت ہے
تاکہ اس قسم کی تبدیلی کی جائے کہ اشتراکی ملکیت کا فائدہ عوام کو ہو
نہ کہ حکومتی طبقے کو۔ حال ہی میں چوتھی انٹرنیشنل کا اجلاس ہوا تھا دہاں
یہ تجویز منظور ہوئی تھی :۔

"سوویٹ یونین کی مزدور جماعت محسوس کرتی ہے
کہ آزادی سے تبلیغ کرنے کے تمام دروازے اس پر مسدود
کر دیئے گئے ہیں اس لئے مجبوراً سوویٹ یونین کی حکومت
کے خلاف انقلابی جنگ کرنی ہوگی۔ یہ جماعت مارکسسٹ
ہونے کی بنا پر انفرادی کشت و خون کو برا کہتی ہے اور
ہنگامی سعی کو بے کار خیال کرتی ہے، حکومتی طبقے کو صرف
ایک بیدار جماعت جو منزل مقصود کو سمجھتی ہو ختم کر سکتی
ہے۔"

میں یہ بتا دوں ہمارا یہ طریقہ نہیں کہ فعل اور قول میں اختلاف
ہو۔ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ انفرادی کشت و خون سے منزل مقصود تک
پہنچ سکتے ہیں تو اس کا برابر اعلان کرتا رہتا۔ میں نوجوانوں سے درخواست
کرتا کہ استالین کے گولی مار دو۔ میں استالین اور اس کی پولیس سے
ڈرتا نہیں لیکن میں ایسا نہیں کہتا کیونکہ میں مارکسسٹ ہوں مجھے
یقین ہے کہ انفرادی کشت و خون سے ہمارا ہی نقصان ہے کیونکہ

اس طرح بہترین نوجوان ضائع ہو جاتے ہیں۔
فینر لی۔ جب آپ انقلاب کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو کیا اس میں تشدد بھی شامل ہے؟ میرا مطلب اجتماعی تشدد سے ہے۔
ٹروٹسکی۔ اس کا بہت کچھ انحصار حکومت پر ہے اگر حکومت نے سیاسی دباؤ سے اپنا رویہ نہ بدلا تو عوام کو تشدد استعمال کرنا پڑے گا۔ میں تشدد کو جائز خیال کرتا ہوں۔
فینر لی۔ کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ اگر حکومت تشدد کے بل پر قائم رہنا چاہے گی تو عوام بھی اس کو ختم کرنے کے لئے تشدد کریں گے۔
ٹروٹسکی۔ بالکل درست۔ میرا یہی خیال ہے۔
فینر لی۔ قطع نظر اس کے کہ انفرادی تشدد کی اخلاقی حیثیت کیا ہے کیا آپ تشدد کو اس لئے برا خیال کرتے ہیں کہ اس سے مقصد حاصل نہیں ہو سکتا؟
ٹروٹسکی۔ انفرادی تشدد کارگر ہتھیار نہیں ہے اور میرا یہ خیال تجربے کی بنا پر ہے۔ ہماری انقلابی پارٹی میں اس معاملے پر بہت اختلاف رائے تھا۔ پارٹی کے کچھ ممبر کہتے تھے کہ انفرادی تشدد کارگر ہو سکتا ہے کچھ اس کے خلاف تھے۔ میں اس طریق کے خلاف تھا۔
فینر لی۔ آپ اس کو کارگر ہتھیار نہیں سمجھتے؟
ٹروٹسکی۔ سیاسی، اقتصادی اور فوجی اعتبار سے میں اس کو مزدور جماعت کے مفاد کے بالکل خلاف سمجھتا ہوں۔

فینرٹی ۔ تو قطع نظر اس کے کہ تشدد اخلاقی نقطہ نگاہ سے اچھا ہے
یا بُرا، کیا انفرادی تشدد کارگر نہیں ہوتا؟

ٹروٹسکی ۔ میں اپنا خیال اور واضح کر دوں۔ اگر عوام پر ازحد ظلم ہو رہا
ہو جیسا کہ چند ملکوں میں ہو رہا ہے تو ہر وہ عمل جس سے عوام کو حکومتی
تشدد سے نجات مل سکے اخلاقی نقطۂ نگاہ سے جائز ہے۔ سوال صرف
یہ ہے کہ آیا اس عمل سے عوام آزاد ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ میں جو تشدد
کی مخالفت کرتا ہوں تو اخلاقی نقطۂ نگاہ سے نہیں کرتا میں اخلاقی
لحاظ سے اس کو برا نہیں سمجھتا بلکہ میری مخالفت صرف اس بنا
پر ہے کہ انفرادی تشدد ایک ایسا ہتھیار ہے جو اچٹ کر اپنے ہی
لگتا ہے۔

گولڈمین ۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ بیّل صاحب نے سوال کیا تھا کہ
آپ سوویٹ یونین کے عوام کو کس طرح اپنا موافق بنا سکتے ہیں
آپ نے اس کا جواب نہیں دیا۔

ٹروٹسکی ۔ میرا یہ خیال ہے کہ اب سوویٹ یونین کی قسمت کا فیصلہ
یورپ کے حالات پر منحصر ہے۔ اگر اسپین میں مزدور جماعت کو
فتح ہو گئی اور فرانس میں مزدور زور پکڑ گئے تو سوویٹ یونین میں
انقلاب ہوا رکھا ہے۔ یونین میں عوام ایک عجیب مخمصے میں پھنس
گئے ہیں ان کے سامنے دو راستے ہیں یا استالین کی حکومت کو
تسلیم کریں یا ہٹلر کی۔ جب دو میں سے کسی ایک کو پسند کرنا لازم

ہو تو ظاہر ہے کہ استالین بہتر ہے۔ یورپ میں اگر ہماری موافقت میں فضا بدلی تو یونین میں عوام ضرور سر اٹھائیں گے۔ مجھے اس وقت کا انتظار ہے۔ اس وقت مجھ سے جو کچھ بھی خدمت ہو سکے گی میں کروں گا انقلابی لیڈر کو صبر کی بہت ضرورت ہے۔ وہ دنیا کی نبض پر انگلی رکھے بیٹھا رہتا ہے۔ مجھ پر یہ الزام لگانا کہ میں استالین کو مارنا چاہتا ہوں اور خود ڈکٹیٹر بننا چاہتا ہوں، غلط ہے میں کبھی طاقت کا بھوکا نہیں ہوا جس زمانے میں میرے ہاتھ میں طاقت تھی اس وقت بھی میں اپنے اس زمانے کو بہترین سمجھتا تھا جب میں تصنیف میں مشغول رہا کرتا تھا۔ آج کل مجھے گویا تعطیل ملی ہوئی ہے میں تصنیف میں وقت گذارتا ہوں اور خوش ہوں ہاں اگر میرے خیال کے مطابق سوویٹ یونین میں انقلاب ہوا تو میں ذمہ داری لینے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔

فینر بی۔ مسٹر ٹروٹسکی کیا ہٹلر کی مدد سے استالین کو شکست دینے سے آپ کا کوئی فائدہ ممکن نہیں؟

ٹروٹسکی۔ ہاں مجھ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ میں جاپان اور جرمنی سے ساز باز کر کے استالین سے طاقت چھینا چاہتا ہوں۔ یہ میرے مخالفوں کا کتنا جاہلانہ خیال ہے۔ کیا روسی حکومت مجھ کو یہ بتا سکتی ہے کہ مجھے اس سے کیا فائدہ ہوگا! اس سازش کی بدولت میں اپنے دوست، اپنا مستقبل کھو دوں گا۔ اور اس کے بدلے مجھے کیا حاصل

ہوگا؟ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر میں ہٹلر سے ساز باز کرکے اسٹالین کو شکست دے بھی دوں تو کیا ایک لمحے کے لئے بھی یہ گمان ہوسکتا ہے کہ ہٹلر اپنی فتح کے بعد مجھے ایک منٹ کے لئے بھی زندہ چھوڑے گا۔ کیا وہ یہ کہے گا کہ ٹراٹسکی ہم نے تمہارے لئے سوویٹ یونین فتح کر دیا۔ جاؤ حکومت کرو۔ اور کیا وہ میری حکومت ہوگی؟ وہ تو ہٹلر کی حکومت ہوگی۔ میں سیاسی میدان میں بڈھا ہوگیا اور انقلاب میری گھٹی میں ہے کیا میں یہ نہیں سمجھتا کہ جرمنی اور جاپان کے ساتھ ساز باز کرنے سے میری اپنی ہی تباہی ہے۔

فینزلی۔ مسٹر ٹراٹسکی کیا پہلے جاپان میں انقلاب ہوگا اور پھر اس کے بعد جرمنی میں؟

ٹراٹسکی: بالکل درست میرے خیال میں پہلے جاپان میں انقلاب ہوگا کیونکہ جاپان کی حالت اس وقت وہی ہے جو روس کی زار کے زمانے میں تھی۔ جاپان میں استبدادی حکومت ہے جس نے عوام کا گلا گھونٹ رکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ کچھ عرصے میں وہاں کا سماجی اور اقتصادی تضاد رنگ لائے گا اور موجودہ سماجی اور اقتصادی نظام کے ایک ساتھ ہی ٹکڑے اڑیں گے اس کے بعد میرے خیال میں جرمنی میں انقلاب ہوگا۔ جرمنی اس وقت چند ہاتھوں میں ہے اور وہاں زندگی کا ہر پہلو اس قدر پوشیدہ ہے کہ اگر لڑائی چھڑ گئی تو وہاں انقلاب ہونا لازمی ہے۔ جیسا جنگ عظیم میں ہوا تھا۔ لیکن

وہ سوشلسٹ انقلاب نہیں ہوگا جیسا کہ روسی حکومتی طبقے کا خیال ہے۔ سماجی اور اقتصادی تضاد جرمنی میں پورا عمل کر رہا ہے۔ جب حکومتی طبقہ مجھ پر الزام لگاتا ہے کہ میں جرمنی اور جاپان کی موجودہ حکومت سے مل کر سوویٹ یونین کے خلاف سازش کرتا ہوں تو مجھے بہت مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہی وہ حکومتیں ہیں جن کو میں چند دن کا مہمان سمجھتا ہوں۔ کیا میں ان حکومتوں سے دوستی کروں گا جو خود فنا ہونے والی ہیں؟

دوسری نشست

گولڈمین۔ (ٹروٹسکی کا وکیل) مسٹر ٹروٹسکی کیا آپ مختصراً یہ بتائیں گے کہ سوویٹ یونین کی بابت بحیثیت ایک ریاست اور ایک اقتصادی نظام کے آپ کا کیا خیال ہے؟

ٹروٹسکی:۔ وہاں پرولتاریوں نے پرولتاری آمریت قائم کی تھی۔ اس آمریت کا منشا یہ تھا کہ اقتصادی اعتبار سے اشترا کی ملکیت کو زندہ رکھے لیکن سیاسی اعتبار سے وہ جمہوریت تھی، کمیونسٹ پارٹی کا جہاں تک دوسری پارٹیوں سے تعلق تھا اس کی حیثیت ڈکٹیٹر کی تھی لیکن خود پارٹی میں جمہوریت کے اصول کارفرما تھے روس کے غیر ترقی یافتہ ہونے، غیر ممالک سے تعلق نہ ہونے اور دوسرے ممالک میں پرولتاریوں کی شکست نے استالین کو یہ موقع دیا کہ وہ ایک حکومتی طبقہ بنالے۔ استالین کے آج کل دو کام ہیں۔ ایک تو اشتراکیت کو سرمایہ دار جماعت اور سرمایہ دار ملکوں کے حملوں سے بچانا دوسرے اس اشتراکی ملکیت سے جو فائدہ ہے وہ حکومتی طبقہ کو پہنچانا۔ ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ استالین اور اس کی حکومت کو سرمایہ دارانہ جماعت کے حملوں سے بچائیں گے، لیکن ساتھ ہی ساتھ ہماری یہ بھی کوشش

ہو گی کہ اشتراکی ملکیت کو حکومتی طبقے کے حملوں سے بچائیں۔
گولڈمین۔ کیا سوویٹ یونین ابھی تک مزدور طبقے کی حکومت ہے؟
ٹرولسکی۔ جی ہاں ایک بگڑی ہوئی ایک گری ہوئی مزدور حکومت ہے۔
گولڈمین۔ اس کی اقتصادی حالت کیسی ہے؟
ٹرولسکی۔ وہاں ایک بگڑا ہوا اشتراکی طریقۂ پیداوار رائج ہے۔
گولڈمین۔ کیا وہ درمیانی حالت ہے۔ یعنی سرمایہ دارانہ اور اشتراکی طریقہ پیداوار کے مابین کوئی طریقۂ پیداوار ہے؟
ٹرولسکی۔ جی ہاں۔ سوویٹ یونین میں طریقۂ پیداوار کا سرمایہ دارانہ اور اشتراکی طریق کے مابین ہونا لازمی تھا، لیکن آج وہ سرمایہ داری سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے حالانکہ اب بھی وہاں کے اقتصادی حالات میں یہ قابلیت موجود ہے کہ بغیر سماجی انقلاب کے ان کو اشتراکی رنگ دیا جا سکتا ہے۔
گولڈمین۔ آپ اسٹالین کی حکومت اور سوویٹ یونین میں جو تفریق کرتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟
ٹرولسکی۔ سوویٹ یونین کا سماجی نظام اکتوبر کے انقلاب کا ماحصل ہے لیکن اسٹالین کی حکومت سوویٹ یونین کے لئے ایسی ہی ہے جیسے انسان کے لئے کوڑھ کی بیماری۔ میں سوویٹ یونین کو دشمنوں کے حملوں سے بچاؤں گا اور اس بیماری کو دفع کرنے کی حتی الامکان کوشش کروں گا۔ بعض دوست اور بہت سی کمیونسٹ پارٹیاں مجھ سے اس بات پر ناراض ہیں

کہ میں سوویٹ یونین کی مخالفت کیوں نہیں کرتا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے دوست غلطی پر ہیں، سوویٹ یونین کو اکتوبر کے انقلاب نے پیدا کیا وہ ہماری تمام عمر کی کوشش کا نتیجہ ہے وہاں ابھی تک اشتراکی ملکیت موجود ہے۔ سوویٹ یونین کو تباہ کرنا سخت غلطی ہوگی۔ ہماری مخالفت تو استالین کی حکومت سے ہے اس کو بدلنا ہمارا فرض ہے۔

گولڈمین۔ عام خیال یہ ہے کہ موجودہ سیاسی حالات میں استالین کی مخالفت کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ سوویٹ یونین کے دشمنوں کو اس کے خلاف جرأت پیدا ہوتی ہے۔ آپ کا اس کی بابت کیا خیال ہے؟

ٹروٹسکی۔ ہر رجعت پسند حکومت ترقی یافتہ اور انقلاب پسند جماعت کے سامنے یہی حجت پیش کرتی ہے۔ ۱۹۲۶ء سے لگا کر آج تک استالین مولوٹف وغیرہ ہر موقعہ پر یہ کہتے رہے ہیں کہ مخالفت کو سختی سے روکنا چاہیئے کیونکہ لڑائی کا خطرہ سر پر کھڑا ہے۔ ہر چنگیزی حکومت لڑائی کے خطرہ کا بہانہ کرکے معترض جماعت کا گلہ گھونٹنا چاہتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر لڑائی ہونے والی بھی ہو تو بھی ہمیں آزادی سے اعتراض کرنے کا موقع ہونا چاہیئے دوران جنگ میں فرانس جیسی سرمایہ دار حکومت نے بھی کلیمنشو کی مخالف تقریروں پر بندش نہیں لگائی۔ جنگ عظیم کے تیسرے سال وہ برسرِپکار حکومتوں کے خلاف تقریریں کرتا تھا۔ ۱۹۱۷ء میں اس نے فرانس کی پارلیمنٹ کو اپنا ہم خیال بنا لیا اور زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور جنگ میں فتح پائی۔ میرا اس بیان سے یہ مطلب ہے کہ آزاد تحریر اور تقریر کی دوران جنگ

میں بھی ضرورت ہوتی ہے اگر سرمایہ دار حکومتوں کے لئے یہ آزادی ضروری ہے تو ایک پرولتاری حکومت کے لئے تو ازحد ضروری ہے۔ سرمایہ دار حکومت کا ڈرنا تو قرین قیاس ہے کہ مخالف تقریریں شاید عوام کو بھڑکا دیں کیونکہ ان کی لڑائی عوام کی بہبودی کے لئے نہیں ہوتی سرمایہ دار جماعت کے قیام کے لئے ہوتی ہے لیکن ہمارے خلاف یہ اعتراض ہو ہی نہیں سکتا۔ ہماری لڑائی عوام کے لئے ہوتی ہے ہمیں عوام کا مفاد مدنظر ہوتا ہے ہم خود کسی سے لڑنے نہیں جاتے۔ ہماری لڑائی تو مدافعانہ ہوتی ہے۔ پھر ہمیں اعتراض سے کیا خوف ہو سکتا ہے روسی حکومت خطرہ کا بہانہ کرکے انقلابی جماعت کا گلا گھونٹنا چاہتی ہے۔

فینر لی۔ یہ ممکن معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ جنگ میں فرانس، انگلستان اور روس ایک طرف ہوں اور جرمنی، جاپان دوسری طرف اس وقت آپ کا کیا رویہ ہوگا؟

ٹرڈسکی۔ یہ کافی پیچیدہ سوال ہے۔ میرا خیال ہے کہ آئندہ جنگ میں سوویٹ کی دوست سرمایہ دار سلطنتیں اس کو اس پر مجبور کریں گی کہ وہ سماجی نظام میں بہت سی تبدیلیاں کردے جو موجودہ نظام کو سرمایہ دارانہ نظام کے بہت ہی قریب لے جائیں گی۔ میرا خیال ہے کہ جنگ کے ختم ہونے پر سوویٹ یونین میں بجائے سوشلسٹ سوویٹ حکومت کے سرمایہ دارانہ سوویٹ حکومت ہوگی۔ سرمایہ دار حکومتیں ساز باز کرکے یونین کو اس پر مجبور کریں گی کہ وہ اپنا نظام بدل دے۔ میں نہیں سمجھتا کہ جنگ کے بعد بھی سرمایہ دار حکومتیں سوویٹ کی دوست رہیں گی۔ میں انگلستان اور فرانس کی مدد نہیں کرتا میرا خیال ہے کہ سوویٹ اور فرانس کے اتحاد کی

شکل میں بھی فرانس کی پرولتاری جماعت کو وہاں کی سرمایہ دار جماعت کے
خلاف رکھنا چاہیئے تاکہ فرانس کی سرمایہ دار جماعت سوویٹ یونین کو
سرمایہ داری کی طرف نہ کھینچ سکے۔ میں سوویٹ یونین کی جانب سے لڑوں
گا اور حکومتی طبقہ کے خلاف آواز بلند کرتا رہوں گا میں معمولی سپاہیوں کے دوش بدوش
لڑوں گا اور جب فتح ہوئی ہوگی اس وقت فوج سے کہوں گا کہ ہم کو اس حکومتی
طبقہ کو ختم کر دینا چاہیئے اگر میں روس میں ہوں تو فوج میں بھرتی ہو کر لڑوں گا۔
اسٹول برگ۔ فرض کیجئے کہ روس، فرانس متحد ہو کر جرمنی و جاپان سے لڑیں
اس صورت میں اگر آپ فرانس میں ہوں تو کیا کریں اور جرمنی یا جاپان میں
تو کیا کریں ؟
ٹروٹسکی۔ میں فرانس میں یہ کوشش کروں گا کہ انقلاب ہو جائے اور
پرولتاری جماعت فرانس پر قبضہ کرے۔ اس کے لئے میں تبلیغ کروں گا
اگر میں جرمنی یا جاپان میں ہوں تو اس امر کی کوشش کروں گا کہ فوج
میں اور سامان حرب بنانے کے کارخانوں میں بدنظمی پھیلے ان میں ایسی خرابی
پیدا کر دوں کہ کام ہونا بند ہو جائے۔ وہاں میں تبلیغی نہیں بلکہ فوجی طریق کار
اختیار کروں گا کیونکہ وہاں فوری بدنظمی کی ضرورت ہوگی۔
گولڈ مین۔ کیا آپ کو یہ اعتبار نہیں کہ فرانس اور انگلستان سوویٹ
یونین کے دوست ہو سکتے ہیں اور اس کا تحفظ کریں گے ؟
ٹروٹسکی۔ فرانس اور انگلستان کی حکومتیں میری دوست نہیں ہو سکتیں
وہ سوویٹ یونین کے حکومتی طبقہ کی دوست ہو سکتی ہیں میرے دوست

تو تمام ملکوں کے کام کرنے والے مزدور ہیں میں انھیں کی دوستی پر اعتبار کرتا ہوں میری سیاست یہ ہے کہ بین الاقوامی انقلاب ہو۔ میری سیاست سیاسی سمجھوتوں تک محدود نہیں۔ مجھے سوویٹ یونین کے دوستوں سے کچھ امید نہیں وہ ایک دوسرے سے دغا کر سکتے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ جہاں دس مزدور ہوں گے اور وہ واقعات کی حقیقت کو سمجھیں گے ان کا اتحاد راسخ ہوگا وہ سو مزدوروں کو اپنا ہمخیال بنائیں گے اور سو مزدور ہزار سپاہیوں کو اپنا ہم خیال بنائیں گے اس طرح ایک ایسی برادری پیدا ہو جائے گی جس میں آپس میں غداری کا امکان نہ ہوگا۔

رہیل۔ سوویٹ یونین سرمایہ دار سلطنتوں کے نرغے میں اس درجہ پھنس سکتا ہے کہ آپ استالین کا ساتھ دینے پر مجبور ہو جائیں ایسی حالت میں آپ کیا کریں گے؟

ٹروٹسکی۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں ان لوگوں کے خلاف ہوں جو اصلاحات میں الجھے رہتے ہیں، میں جوتے کے خلاف ہوں (جوتے فرانس کی مزدور سبھا کا لیڈر رہے) وہ میرا بدترین دشمن ہے۔ لیکن اگر فسطائیوں نے جوتے پر حملہ کیا تو میں اس کی طرف سے لڑوں گا۔ میرا رویہ استالین کے ساتھ بھی یہی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ دوران انقلاب میں کرنسکی نے مجھے جرمن جاسوس ہونے کے الزام میں جیل کر دی تھی۔ جرنل کورنیلف نے کرنسکی کی حکومت پر حملہ کر دیا اور کرنسکی کے ہتھے حالات اتنے گرم ہو گئے کہ اس کو مجھے آزاد کرنا پڑا۔ میں جیل سے سیدھا تحفظ کمیٹی کے اجلاس میں پہنچا اور کرنسکی کے

نمائندوں کے ساتھ تعاون کیا۔ اصولی معاملات میں ذاتیات اور جذبات کو دخل نہیں ہوتا بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ کس طریق کار سے عوام کا بھلا ہوتا ہے۔

گولڈمین۔ تو کیا اگر سرمایہ دار حکومتیں سوویٹ یونین پر حملہ کریں گی تو آپ یونین کی طرف سے لڑیں گے؟

ٹروٹسکی۔ یقیناً

ڈیوی (صدر کمیشن) فرض کیجئے کہ انگلستان اور فرانس کی مدد سے سوویٹ یونین جرمنی اور جاپان کو شکست دیدے تو کیا اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ سوویٹ یونین سرمایہ دار ملک ہو جائے گا؟

ٹروٹسکی۔ یقیناً۔ اور فرانس فیسسٹ ہو جائے گا کیونکہ آج کل میں یہ دیکھتا ہوں کہ فرانس فیسزم کی طرف بہت جھکا ہوا ہے۔

لافیلیٹی۔ (ممبر کمیشن) اگر ہٹلر اور سوویٹ میں سمجھوتا ہو جائے تو آپ کا کیا رویہ رہے گا؟

ٹروٹسکی۔ امکان اس کا بھی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یونین میں کچھ عرصہ ہوا چند سربرآوردہ اصحاب کا یہ خیال تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو ہٹلر سے دوستی کر لینی چاہیئے کیونکہ ہٹلر نہ صرف سوویٹ یونین کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے بلکہ حکومتی طبقہ کے لئے بھی ہے۔ ۱۹۳۳ء میں اسٹالین نے کہا تھا "ہم نے ہٹلر کی تحریک کی کبھی مخالفت نہیں کی ہے" میں نے اسٹالین کے اس رویہ پر اعتراض کئے لیکن اسٹالین نے صاف صاف اعلان کر دیا "ہم نے ہٹلر کی تحریک کی کبھی مخالفت نہیں کی اور ہم اس سے اسی خلوص و آشتی کے ساتھ رہنا

چاہتے ہیں جس طرح ' ویمر جرمنی ' کے ساتھ رہتے تھے " ۱۹۳۴ء کے وسط میں استالین کی یہ خواہش تھی کہ جرمنی سے بنی رہے۔ میں اسوسٹیا اخبار سے ایک اقتباس سناتا ہوں " سوویٹ ہی وہ واحد حکومت ہے جس نے جرمنی کی مخالفت نہیں کی خواہ وہاں کی حکومت کسی طرز خیال کی کیوں نہ رہی ہو۔" جب ہٹلر نے اس اشارے کو ٹھکرا دیا اس وقت استالین نے فرانس کا رُخ کیا۔ جب استالین جرمنی سے دوستی کرنا چاہتا تھا تو مجھ پر یہ الزام تھا کہ میں فرانس کا دوست ہوں۔ جب فرانس سے دوستی ہوئی تو یہ ہوا کہ میں ہٹلر کا دوست ہوں گویا آئے دن میرے لئے یہ ممکن ہے کہ اپنے دوست بدلتا رہوں۔ پراودا اخبار کبھی یہ لکھتا ہے کہ میں لارڈ بیوربرک کا دوست ہوں کبھی چرچل کا۔

گولڈمین۔ کیا آپ کے خیال میں عنقریب سوویٹ یونین کے شکست کھانے کا احتمال ہے۔

ٹروٹسکی۔ یہ امر یقینی معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب سرمایہ دار ملکوں میں جنگ عظیم ہوگی۔ اگر اس کے اثر سے مختلف ملکوں میں انقلاب نہ ہو گئے تو سوویٹ یونین کی شکست لازمی ہے میرا یہ خیال ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام اس درجہ بوسیدہ ہو گیا ہے کہ اس کا قلع قمع ہونا تاریخی ضرورت ہے۔ انقلاب ہو کر رہے گا، لیکن بہ فرض محال جنگ ختم ہو گئی اور سرمایہ دار ملکوں میں انقلاب نہ ہوا تب سوویٹ یونین کی خیر نہیں۔

بیلس۔ (ممبر کمیشن) آپ کا اسپین کی بابت کیا خیال ہے وہاں پر دلتاریوں

کو کس طرح فتح ہو سکتی ہے ؟

ٹروٹسکی ۔ اسپین میں اس طرح فتح ہو سکتی ہے کہ کسان طبقہ سے یہ کہا جائے کہ زمین تمہاری ہے اور کارخانہ کے مزدور طبقہ سے یہ کہا جائے کہ کارخانے تمہارے ہیں، لیکن اسٹالین فرانس کی سرمایہ دار جماعت کی دوستی کی وجہ سے دبا ہوا ہے وہ ایسا نہیں کہہ سکتا ۔ اسٹالین اسپین میں انفرادی ملکیت کی حمایت کر رہا ہے ۔ اسپین کا کسان سیاسی تقریروں کو نہیں سمجھتا اگر اس کو زمین نہ ملی تو اس کی بلا سے اسپین کا مالک فرنکو بنتا ہے یا کابالیرو ۔ روس میں انقلاب کی کامیابی ہماری فوجی قابلیت اور طاقت کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ اس لئے ہوئی کہ ہم نے کسان سے یہ کہا کہ زمین تمہاری ہے اس پر وہ کسان جو ہمارے مخالفوں سے جا ملے تھے ہم سے آ ملے جب لاکھوں کسان ہماری طرف ہو گئے تو ہماری فتح ہو گئی ۔ اسٹالین ، اسپین میں یہ کہتا ہے " فتح ہونے دو پھر ملکی نظام کی بابت سوچیں گے اس وقت جنگ ہے ہمارا کام لڑنا ہے، اصلاحات کا سوال اس وقت پیدا ہوگا جب ہم[1] فتح پالیں گے " جب اسپین کا کسان یہ باتیں سنتا ہے تو بے توجہ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے " یہ میری جنگ نہیں ہے یہ جنرلوں کی جنگ ہے مجھے اس میں حصہ لینے سے کیا فائدہ ۔ ان کو لڑنے دو " اسپین کے کسان کا خیال یہ ہی اور درست ہے ۔ میں کسان کے ساتھ ہوں مجھے یقین ہے

---

[1] کانگریس بھی یہی کہتی ہے پہلے انگریز پر فتح پالینے دو پھر ملکی نظام کی بابت سوچیں گے ۔
مترجم

کہ استالین کی سیاست اسپین کو تباہ کرکے رہے گی چین میں استالین نے اپنی حماقتوں کی وجہ سے انقلاب کھو دیا۔ جرمنی میں بھی یہی ہوا اور اب فرانس اور اسپین میں اس کی تیاری ہے۔ ہمیں اب تک صرف ایک فتح ہوئی ہے اور وہ سوویٹ یونین کا اکتوبر کا انقلاب ہے جو استالین کے سیاسی نظریوں کے مطابق عمل کرنے سے نہیں ہوا بلکہ ہم انقلاب اس طرح کر سکے کہ ہم نے استالین کے موجودہ سیاسی نظریوں کے بالکل خلاف کیا تھا۔

اسٹول برک (ممبر کمیشن) اگر آپ اسپین میں ہوتے تو کس سے مل کر کام کرتے؟

ٹروٹسکی۔ ظاہر ہے کہ بائیں پارٹی کی طرف ہو کر فرانکو سے لڑتا۔ لیکن اسپین کی حکومت کے ساتھ تعاون نہیں کرتا کیونکہ وہ انفرادی ملکیت کی حامی ہے روس میں ایسا ہوا تھا۔ ہم کرنسکی کی حکومت میں شامل نہیں ہوئے۔ میں اسپین میں کابالیرو کی مدد کروں گا لیکن کمیونسٹ پارٹی کو یہ مشورہ نہیں دوں گا کہ اس کی حکومت میں حصہ لیں بلکہ ایسے موقع کی تلاش میں رہیں کہ وہ مزدوروں کی حکومت قائم کر سکیں جو اشتراکی ملکیت قائم کرے۔ کسی دوسری جماعت کی حکومت میں شریک ہو جانے سے عوام کی نگاہ میں کمیونسٹ پارٹی کا دوسری پارٹی سے علیحدہ فرق ختم ہو جاتا ہے اور انفرادیت غائب ہو جاتی ہے۔ عوام کمیونسٹ پارٹی کو اسی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں جس سے عمر رسیدہ لوگ بچوں کو دیکھتے ہیں۔ اشتراکی پارٹی جو مفید کام کرتی ہے وہ سب حکومتی پارٹی کی محنت کا نتیجہ خیال کیا جانے لگتا ہے۔ جس سے عوام کی نگاہ میں حکومتی پارٹی کا وقار بہت بڑھ جاتا ہے جس کو وقت ضرورت حکومتی پارٹی اشتراکی پارٹی کے خلاف

استعمال کرنے میں دریغ نہیں کرتی اور اشتراکی جماعت کو ذرا سا بہانہ نکال کر کچل ڈالتی ہے۔ میں اشتراکی جماعت کے کسی دوسری جماعت کی حکومت میں حصہ لینے کے سخت خلاف ہوں[1]

بیلس۔ کیا آزانا کی حکومت کی ناکامی کی یہی وجہ نہیں ہوئی کہ دوسری پارٹیاں اس کی حکومت میں شریک نہیں ہوئیں ؟

ٹراٹسکی۔ آزانا کی حکومت اس وجہ سے ناکام ہوئی کہ وہ آدھا بلکہ ایک تہائی انقلاب کرنا چاہتی تھی جب تک مکمل انقلاب کی دل میں نہ ٹھان لی ہو اسوقت تک انقلاب نہیں کرنا چاہئے کیونکہ آدھا یا تہائی انقلاب کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کی کوشش ہمیشہ ناکامیاب ہوتی ہے۔ عوام پر اس ناکامی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ان کا لیڈروں پر سے اعتقاد جاتا رہتا ہے اور عوام ہمت ہار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ جب لیڈر مکمل انقلاب کرنے بھی نکلتے ہیں تب بھی عوام اپنے تلخ تجربوں کی بنا پر ان کی طرف سے لاپروا رہتے ہیں[2]۔ جب مکمل انقلاب ہو جاتا ہے تو وہ صرف سیاسی انقلاب نہیں رہتا بلکہ سماجی انقلاب ہو جاتا ہے۔

بیلس۔ جس پالیسی پر آپ کاربند ہونا چاہتے ہیں اس سے تو فرنکو ہی کو کامیابی ہوگی۔

---

[1] ہندوستانی اشتراکیوں کے لئے یہ کافی غور طلب مسئلہ ہے کہ ان کی کانگریس اور کانگریسی حکومتوں میں شرکت مفید ہے کہ مضر۔

[2] ہندوستان میں بھی انقلاب نہ ہونے کی یہی وجہ ہے کہ بیدار طبقہ آدھا انقلاب کرنا چاہتا ہے۔

ٹروٹسکی۔ فرنکو کی فتح ہونی لازمی ہے کیونکہ کمنترن کی پالیسی بہت ہی بیچر ہے۔ اسپین کے پرولتاری چھ سال میں چھ مرتبہ فتح حاصل کر سکتے تھے انھوں نے بہت دلیری، قوت عمل اور سمجھداری کا ثبوت دیا ہے لیکن ان کے لیڈر ناکارہ تھے۔ انقلاب اگرچہ پرولتاری کے بل پر ہوتا ہے لیکن اس کی کامیابی کا انحصار بہت کچھ لیڈر کی دانشمندی پر ہوتا ہے انقلابی دور میں سمجھدار لیڈر کا ہونا بہت ضروری ہے اور اسپین میں وہ لیڈر مفقود ہے۔ اسپین کے پرولتاریوں کو جو فتح نہیں ہو رہی ہے اس کی ساری ذمہ داری کمیونسٹ انٹرنیشنل پر ہے یہ سرمایہ دار کے آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہے اور سرمایہ داروں کی حکومت میں حصہ لینے کا مشورہ دے رہی ہے، نہ صرف یہی بلکہ انفرادی ملکیت کی حامی ہے۔ کیبلرو خود انفرادی ملکیت کا پجاری ہو گیا ہے۔ جب عوام فرنکو اور کیبلرو دونوں کو انفرادی ملکیت کی پوجا کرتے دیکھتے ہیں تو وہ ان میں کچھ فرق نہیں کرتے ان کی بلا سے کوئی برسر اقتدار آ جائے۔ ان کے نزدیک کیبلرو اور فرنکو دونوں برابر ہیں اور دونوں دشمن ہیں۔

گولڈمین۔ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ کیبلرو کو میدان جنگ میں فتح ممکن نہیں؟

ٹروٹسکی۔ میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اگر کیبلرو کو فتح بھی ہو گئی تو بھی یہ ممکن ہے کہ اسپین میں اشتراکی نظام قائم نہ کیا جائے اور اسپین فسطائی ہو جائے۔

بیلس۔ مسٹر ٹروٹسکی میں نہیں سمجھ سکا کہ آپ کس طرح اسپین کی مدد کر سکتے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ آپ کی پالیسی سے فرنکو ہی کو فتح ہو گی۔

ٹروٹسکی۔ میں نے اپنے خیالات کا خلاصہ آپ کو بتا دیا ہے۔ وہ یہ کہ کیبلرو کے دشمن سے خوب جان توڑ کر لڑو، لیکن صرف بندوق سے لڑنا ہی کافی نہیں، یہ ضروری ہے کہ اپنے خیال کی تبلیغ بھی کی جائے۔ میں معمولی کسان کے دوش بدوش لڑوں گا لیکن کسان سیاست نہیں سمجھتا۔ مجھے اس کو واقعات سمجھانا چاہئیں۔ مجھے یہ کہنا چاہئے "یہ درست کرتے ہو کہ تم فرنکو سے لڑتے ہو، تم کو فسطایوں کو ضرور تباہ کرنا چاہئے لیکن یہ کافی نہیں ہے۔ تم کو اسپین میں بھی ایک ایسا نظام قائم کرنا چاہئے جس میں فرنکو کے پیدا ہونے کا امکان ہی نہ رہے۔ ہمیں وہ سماجی نظام تباہ کر دینا چاہئے جو فرنکو پیدا کرتا ہے۔ یعنی سرمایہ داری کو تباہ کر دینا چاہئے یہ خیال میرے سب خیالات کی جان ہے۔ اب آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔

بیلس۔ یہ کیا بات ہوئی کہ آپ فرنکو کے خلاف لڑیں گے، لیکن کیبلرو کی حکومت میں حصہ نہیں لیں گے؟

ٹروٹسکی۔ اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں۔ روس میں ہم نے کرنسکی کی گورنمنٹ میں حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا لیکن ہم اس کے دشمن کورنیلو کے خلاف خوب لڑے۔ روس میں بہترین سپاہی اور ملاح ہم بولشیوک ہی تھے۔ کورنیلو نے جب بغاوت کی تو کرنسکی مجبور ہوا کہ بالٹک کے بیڑے کے ملاحوں سے مدد مانگے کہ وہ اس کی حکومت کو بچائیں۔ میں اس زمانے میں قید تھا۔ جب کرنسکی ملاحوں سے ملنے گیا تو انھوں نے کرنسکی کو حراست

میں لے لیا اور میرے پاس یہ دریافت کرنے کو وفد بھیجا کہ کرنسکی کی مدد کریں یا اس کو گرفتار کریں۔ یہ تاریخی واقعہ ہے میں نے وفد سے یہ کہا کہ آج کرنسکی کو حراست میں رکھو کل گرفتار کرنا۔

گولڈمین۔ مسٹر ٹروٹسکی عام طور پر یہ خیال ہے کہ آپ سوویٹ یونین کی شکست چاہتے ہیں۔ سوویٹ یونین کی شکست سے کیا سوشلزم کو دھکا نہ لگے گا؟

ٹروٹسکی۔ سوویٹ یونین کی شکست سوشلزم کے لئے بہت بڑی شکست ہو گی میں نے اپنے رسالہ "سوویٹ یونین کا تحفظ" میں لکھا تھا کہ ہم سوویٹ یونین کی کامیابی چاہتے ہیں۔ ہم اپنے اعمال سے اس کا ثبوت دیتے رہیں گے اور تحفظ کے معاملہ میں ہم کسی سے دوسرے نمبر پر نہیں ہیں۔

گولڈمین۔ مسٹر ٹروٹسکی جب آپ اور لینن برسر اقتدار تھے تو بیرونی ممالک سے کن اصولوں پر تعلقات رکھے جاتے تھے؟

ٹروٹسکی۔ ہم روسی انقلاب کو انقلاب عالم کا ایک جز سمجھتے تھے۔ ہم روسی انقلاب کو ہر شکست سے بچانا اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔ ہمارا یہ بھی خیال تھا کہ دوسرے ممالک کی انقلابی تحریکات میں روسی انقلاب کی حیات و قیام مضمر ہے۔ ہماری کبھی یہ کوشش نہیں تھی کہ دوسرے ممالک کی انقلابی تحریکات سے خود کچھ فائدہ اٹھائیں یا اُن کو آلۂ کار بنائیں کیونکہ اپنے ملکی مفاد کو دوسرے ممالک کے مفاد پر ترجیح دینے سے دوسرے ممالک کی انقلابی تحریک کو نقصان پہنچتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ لینن کی زندگی کے آخری سال میں زینودیف نے یہ غلطی کرنی چاہی تھی کہ دوسرے ممالک کے انقلابی

لیڈروں کو اپنے دباؤ سے بدل دے۔ لینن نے زینوویف کو اس رویہ کے متعلق لکھا تھا" اس طریق کار سے ایسے لوگوں کے لیڈر ہو جانے کا خطرہ ہے جن کی کمریں نہ ہوتا ہو گا اور نہ دماغ ہیں گودا۔ ہمیں کمیونسٹ انٹرنیشنل میں ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں جن میں نہ قوت ارادہ ہو نہ دماغ، اور نہ قوت عمل" مجھے افسوس ہے کہ آج کل حکومتی طبقہ نے یہی طریق اختیار کر لیا ہے کہ اپنے پٹھوؤں کو دوسرے ملکوں کی انقلابی تحریکات کا لیڈر مقرر کر دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نا اہل لوگ لیڈر بن گئے ہیں۔ اور دوسرے ملک کے عوام کی نگاہ میں انقلابی تحریک سوویٹ کی ایک سیاسی سازش معلوم ہونے لگی۔

گولڈمین۔ آپ کے خیال میں اسٹالین نے بیرونی سیاست میں کیا تبدیلی کر دی ہے؟

ٹروٹسکی۔ آج کل اسٹالین نے ایک نئے نظریے کی تبلیغ شروع کر دی ہے جو خود اس کی کاوش دماغی کا نتیجہ ہے۔ نظریہ یہ ہے کہ صرف ایک ملک میں سوشلسٹ طریق پیدا اور رائج کیا جا سکتا ہے۔ نظریہ بظاہر معصوم معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مختلف ممالک کی انقلابی تحریکات کا باہمی تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ مزدور جماعتیں اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے لگتی ہیں اور ایک عالمگیر انقلاب کے تخیل کو بہت صدمہ پہنچتا ہے اب سوویٹ یونین میں یہ خیال عام ہو گیا ہے کہ دنیا میں کچھ ہی کیوں نہ ہو روس میں سوشلزم جاری رہے گا۔ ہم اپنی آنکھوں سے اسپین۔ جرمنی

اٹلی ۔ آسٹریا میں فسطائیت پھیلتی دیکھ رہے ہیں لیکن روسی حکومتی طبقہ یہی کہہ رہا ہے کہ سوویٹ یونین میں سوشلزم ترقی کر رہا ہے ۔ ہم مارکسسٹ یہ نہیں سمجھتے ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ فسطائیت جو رجعت پسندی کی ایک شکل ہے اس کا اثر روس پر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور در اصل ہو رہا ہے اگر دنیا میں رجعت پسندی کا زور اسی طرح بڑھتا رہا تو سوویٹ یونین میں سوشلزم کے دن ختم ہو گئے ۔

گولڈمین ۔ کیا آپ نے کبھی یہ کہا تھا کہ دوسرے سرمایہ دار ملکوں میں بولشیوک فوج بھیجکر انقلاب کرنا چاہیئے ؟

ٹروٹسکی ۔ یہ ممکن ہے کہ ایک ملک میں دو جماعتیں ہوں ایک فسطائی اور دوسری اشتراکی ۔ دونوں جماعتیں حکومت پر قبضہ کرنا چاہتی ہوں ۔ اشتراکی جماعت مجھ سے مدد مانگے ایسی صورت میں میں ضرور مدد کروں گا ۔ جس طرح ہڑتال کی صورت میں مختلف ممالک کی مزدور جماعتوں کو چاہیئے کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں لیکن اگر کسی ملک میں مزدور جماعت ہی نہ ہو یا اگر ہو بھی تو انقلاب نہ چاہتی ہو ، وہاں یونین کی فوج لے جاکر انقلاب کرنا دیوانگی ہوگی ۔ وہاں انقلاب ہو ہی نہیں سکتا اور اگر ہو گیا تو قائم نہیں رہ سکتا ۔

گولڈمین ۔ کیا یونین سرمایہ دار ملکوں کے درمیان رہ کر اشتراکی رہ سکتی ہے ؟

ٹروٹسکی ۔ میرے خیال میں سوویٹ یونین کی جو آج کل حالت ہے وہ

مدت تک قائم نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ سرمایہ دار ممالک کی حالت برابر بدل رہی ہے یا تو وہ اشتراکیت کی طرف آ رہے ہیں یا فسطائیت کی طرف جا رہے ہیں دونوں حالتوں میں یونین کے تعلقات ان ممالک سے بدلتے رہیں گے لیکن سرمایہ دار ممالک آج کل بہت طاقتور ہیں ان ممالک کی طاقت اشتراکیت کے لئے زبردست خطرہ ہے۔ سوویٹ یونین میں اشتراکی طریق پیداوار کا دارومدار اس امر پر ہے کہ دوسرے ممالک میں پرولتاریوں کی انقلابی تحریک کس منزل میں ہے۔ اگر دوسرے ممالک میں پرولتاریوں کی تحریک زور پر ہوئی تب وہاں کی حکومتوں کو یہ جرارت نہیں ہوگی کہ سوویٹ یونین پر آنکھ اٹھا کر دیکھیں ورنہ یونین کے خلاف سرمایہ دار ملکوں کے متحد ہونے کا خطرہ ہے جو اشتراکیت کو ختم کر دیں گے اس نظریہ کی بنا پر مجھے لوگ مایوس انسان سمجھنے لگے ہیں۔ میں مایوس نہیں ہوں۔ میرے نزدیک اشتراکیت تمام عالم کے مزدوروں کا سوال ہے۔ اگر میں سوویٹ یونین کا مستقبل روشن نہیں دیکھتا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ میں تمام عالم کے مزدوروں سے مایوس ہوں۔ مجھے امید ہے کہ دنیا کے مزدور بین الاقوامی اشتراکیت کی بنیاد ڈالیں گے۔ اس وقت دنیا کی حالت کچھ ایسی ہے کہ انسانیت اور سرمایہ داری میں تضاد واقع ہو گیا ہے اگر سرمایہ دارانہ نظام جاری رہا تو انسانیت ختم ہو جائے گی لیکن مجھے دنیا کے انسانوں سے یہ امید ہے کہ وہ از سر نو دنیا کو وحشی بننے سے روک دیں گے اور دنیا کی مزدور جماعت نئی تہذیب و تمدن کی بنا ڈالے گی۔ میں انقلاب روس کو انقلاب عالم کی ایک کڑی سمجھتا

ہوں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہمیں سوویٹ یونین کو اشتراکی رکھنا ہے تو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ دوسرے ممالک بھی اشتراکی ہو جائیں۔ اس کام کے لئے تبلیغ ضروری ہے اور تبلیغ کے لئے جنگ مضر ہوتی ہے۔ کسی ملک میں بیرونی ملک کی فوج سے انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کرنا دوسرے ملک کے رجعت پسند طبقہ کی مدد کرنا ہے سرمایہ دار فوراً ملک اور قوم کا جذبہ پیدا کر دیتے ہیں اور عوام اس جذبہ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور سرمایہ دار طبقے کی مدد پر تیار ہو جاتے ہیں۔ اسپین میں بغیر روسی فوج بھیجے انقلاب ہو گیا لیکن کیا ہم نے فتح پائی؟ جرمنی میں کئی انقلاب ہوئے جب رُوہر پر قبضہ ہوا اس وقت بھی جرمنی میں انقلابی حالات موجود تھے ہٹلر کی کامیابی سے قبل جرمنی میں اشتراکی انقلاب پیدا کرنے کے لئے بہت اچھی فضا تھی تو کیا ہم وہاں انقلاب پیدا کر سکے؟ ملکوں میں بغیر بیرونی فوج کی مدد کے انقلابی حالات تو پیدا ہو جاتے ہیں لیکن انقلابی پارٹی اور انقلابی لیڈر پیدا نہیں ہوتے جن کا ملک پر اثر ہو۔ ہمیں ایسی پارٹی اور لیڈر پیدا کرنے کی ضرورت ہے جن کا تخیل اشتراکی ہو اور جن کا عوام پر اثر ہو اس کے لئے وقت درکار ہے اور بغیر ان کی موجودگی کے انقلاب کرنے کی کوشش مہمل ہے۔ یورپ میں اگر پرولتاریوں کی طاقت نہ بڑھی اور جنگ عظیم ہو گئی تو تہذیب کا خاتمہ ہے۔ انسانیت امریکہ کا ترکہ ہو جائے گی اور یورپ میں تاریکی ہو گی جب اسٹالین نے جرمنی سے اتحاد کی کوشش شروع کی تو میں نے کہا

تھا" تم ایک زبردست زنگل پال رہے ہو" انقلاب کے زمانہ میں زنگل ہماری مخالف فوجوں کا افسر اعلیٰ تھا۔ چنانچہ ہٹلر کی حیثیت اب زنگل کی سی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں مضمون لکھے کہ ہٹلر کی دوستی سوویٹ یونین کو راس نہیں آسکتی۔ ان سب واقعات کے باوجود مجھ پر یہ الزام ہے کہ میں ہٹلر کا گرگا ہوں۔ اصل واقعہ سوویٹ یونین کے اخبار اسوسٹیا کے اقتباس سے واضح ہو جائے گا کہ میں ہٹلر کا دوست ہوں یا اسٹالین اسوسٹیا ۷ مارچ ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں لکھتا ہے "سوویٹ روس ہی وہ واحد حکومت ہے جس کو جرمنی سے کوئی بیر نہیں ہے اور نہ اس کو جرمنی کے نظام حکومت پر کسی اعتراض کی ضرورت ہے"۔ اسٹالین نے یہ بھی کہا کہ "ہم نے جرمن تحریک کی کبھی مخالفت نہیں کی"۔ جرمن کمیونسٹ پارٹی بھی ایسی بیجر نکلی کہ انھوں نے بلا لڑے ساری طاقت ہٹلر کے ہاتھ میں جانے دی میں نے اس پر کہا تھا کہ یہ ہماری تاریخ میں کمیونسٹ پارٹی کی دنیا کی مزدور جماعت کے خلاف سب سے بڑی غداری ہے کمیونسٹ انٹرنیشنل نے میری اس صاف گوئی کو جرم سمجھا۔ میں نے جرمن شکست کا کمنٹرن کو ذمہ دار ٹھہرایا۔ جرمن کمیونسٹ لیڈروں نے یہ غضب کیا کہ جب عمل کا وقت آیا اور خطرے سے دوچار ہونے کا احتمال پیدا ہوا تو پاسپورٹ لے کر دوسرے ممالک کو چل دیئے اور دشمن کے لئے میدان خالی چھوڑ گئے۔ کمیونسٹ پارٹی اور کمنٹرن نے میرے جواب میں یہ کہا "خوب ہوا ہٹلر برسر اقتدار آگیا یہ تو کچھ دن کا مہمان ہے

دوبارہ انقلاب ہوگا اور ہمارا ہی دور ردوزہ ہو جائے گا" اس وقت میں
نے یہ پیشنگوئی کی تھی کہ جرمنی میں کمیونسٹ کو معمولی شکست نہیں ہوئی ہے
اس کا اثر بہت مدت تک رہے گا۔
گولڈمین۔ کیا آپ اس کے موافق ہیں کہ سوویٹ یونین سرمایہ دار ملکوں
سے سمجھوتہ کرلے؟
ٹروٹسکی۔ اگر سوویٹ یونین کو اپنے تحفظ کے لئے سرمایہ دار ملکوں سے
سمجھوتا کرنا پڑے تو کیا مضائقہ ہے لیکن وہ سمجھوتا اس قسم کا ہونا چاہئے کہ
سرمایہ دار ملک کی مزدور جماعت کے مفاد کو اس سے کوئی ضرر نہ پہنچے کسی ایسی
کوئی شکل نہ ہونی چاہئے کہ سرمایہ دار ملک کی کمیونسٹ پارٹی ملک کی حکومت
میں حصہ لینے اور تعاون کرنے پر مجبور ہو جائے۔ سوویٹ یونین فرانس
سے سمجھوتا کر سکتا ہے لیکن اس کو فرانس کی کمیونسٹ جماعت کو اس پر مجبور
نہ کرنا چاہیئے کہ فرانس کا فوجی بجٹ پاس کرانے میں حکومت فرانس کی مدد
کرے۔
گولڈمین۔ پارٹی سے نکالتے وقت آپ پر کیا الزام لگائے گئے تھے؟
ٹروٹسکی۔ مجھ پر طرح طرح کے الزام تھے۔ مثلاً جب حکومتی طبقہ نے
بائیں پارٹی کے مضامین نشر کرنے سے انکار کر دیا تو پارٹی کے کسی نوجوان
نے ان کو چھاپا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کب، کس طرح اور کہاں، لیکن حکومتی
طبقے نے یہ الزام لگایا کہ ہم نے رنگل (مخالف فوج کا چیف کمانڈر تھا)
کی فوج کے کسی افسر کی مدد سے مضامین چھپوائے ہیں۔ بعد میں تحقیق پر ہمیں

یہ معلوم ہوا کہ روسی خفیہ پولیس کے ایک ایجنٹ نے ہماری پارٹی کے نوجوان کی مدد کرکے یہ سب کام کرایا تھا اور خفیہ پولیس میں ملازم ہونے سے قبل وہ رنگل کی فوج کا افسر تھا۔

گولڈمین۔ کیا آپ کے اور حکومتی طبقے کے درمیان اصولی اختلافات بھی تھے؟

ٹروٹسکی۔ جی ہاں۔ ہم استبدادیت کے خلاف تھے۔ کمیونسٹ پارٹی سوویٹوں اور ٹریڈ یونینوں میں سب جگہ ایک حکومتی طبقہ پیدا ہوگیا تھا جو اپنے آپ کو عوام کا خادم نہیں بلکہ مخدوم خیال کرتا تھا اس کا یہ خیال تھا کہ عوام اس کے لئے ہیں وہ عوام کے لئے نہیں بائیں جماعت ان طبقوں کے سخت خلاف تھی اور اس کی یہ کوشش تھی کہ حکومتی طبقوں نے اپنے مفاد کے لئے خاص حقوق کی جو رسم نکالی تھی اس کو ختم کردے اور خاص حقوق سے حکومتی طبقہ کو جو فوائد ہو رہے تھے ان کو عام کر دیا جائے۔ دوسرا اہم اختلاف یہ تھا کہ ہمارا انقلابی تخیل بین الاقوامی تھا اور حکومتی طبقہ کا ملکی اور قومی تھا ان کی داخلی اور خارجی پالیسی بھی اسی تخیل کے ماتحت تھی جب اصول ہی مختلف تھے تو ان اصول کے ماتحت جو عمل ہوتا تھا اس میں حکومتی طبقہ اور ہماری پارٹی میں جزدی اختلاف پیدا ہو جانا لازمی تھا ان اختلافات کی بنا پر مجھے ۱۹۲۷ء میں کمیونسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا۔

گولڈمین۔ جب آپ سے سوویٹ یونین کی رعایا ہونے کا حق چھینا گیا

اس وقت آپ نے کیا کیا ؟
ٹرولسکی - میں نے مرکزی انتظامیہ کمیٹی کو ایک خط لکھا جس میں میں نے انھیں یہ مشورہ دیا کہ اسٹالین کو جنرل سکریڑی کے عہدے سے الگ کر دیں اور یہ صرف میری ہی رائے نہیں تھی بلکہ لینن نے بھی اپنے ایک مضمون میں جو "صحیفہ" کے نام سے مشہور ہے اس خیال کا اظہار کر دیا تھا۔ لینن اور میں اس معاملے میں ہم خیال تھے لینن میری قوت فیصلہ پر بہت اعتبار رکھتا تھا ایک مرتبہ جب اسٹالین وغیرہ نے باقاعدہ طور پر میری فوجی تدبیروں کی مخالفت شروع کی تو لینن نے مجھے پوری تختی کا ایک کاغذ دیا جس کے آخر میں یہ جملہ لال روشنائی سے لکھا ہوا تھا۔
"ساتھیو! مجھے ہر اعتبار سے ٹرولسکی کے احکامات کے درست ہونے کا اتنا زیادہ یقین ہے کہ بلا کسی تردید کے خوف کے میں ٹرولسکی کے ہر حکم کی تائید کرتا ہوں"۔
اس جملے کے نیچے لینن کے دستخط تھے۔ باقی کاغذ اس لئے کورا چھوڑ دیا گیا تھا کہ میں جو احکام چاہوں اس پر لکھ لوں۔
روہل - (ممبر کمیشن) حکومتی طبقے کے پیدا ہونے اور سوویٹ یونین پر مسلط ہو جانے کا خطرہ تو بہت پہلے دکھائی دینے لگا ہوگا۔ ہونیوالے واقعات اپنا سایہ ڈالتے ہیں۔ کیا اس خطرے کے متعلق مرکزی کمیٹی یا کمنترن کے اجلاس میں کبھی ذکر آیا ؟
ٹرولسکی - مرکزی کمیٹی میں اس خطرے کی بابت بہت بحث و مباحثہ رہا۔

لینن اور میرے درمیان بھی اس مسئلہ پر متعدد بار گفتگو آئی۔ لینن نے دوران گفتگو میں بارہا اس کا ذکر کیا کہ روس کی اقتصادی اور تمدنی پستی کہیں مستقل حکومتی طبقہ نہ پیدا کردے اور سوویٹ یونین کہیں نپولین کی حکومت نہ بن جائے۔ اس خطرے کی پیش بندی کے لئے لینن نے ایک ادارہ کنٹرول کمیشن جاری کیا۔ یہ معمولی مزدوروں کے ہاتھ میں تھا اس کا یہ مقصد تھا کہ مزدور حکومتی طبقہ پر آنکھ رکھیں اور اس کو یہ محسوس کراتے رہیں کہ اس کی زندگی مستعار ہے لیکن کچھ مدت کے بعد کنٹرول کمیشن خود حکومتی طبقے کے اثر میں آگیا اور حکومتی طبقہ پہلے سے بھی زیادہ طاقتور ہوگیا اس ناکامیابی نے لینن کو یقین دلا دیا کہ جب تک روس کی تاریکی دور نہ ہوگی اس وقت تک حکومتی طبقے کے سر کچلنے میں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی ظاہر ہے کہ عام اقتصادی اور تمدنی تاریکی ایک دن میں رفع نہیں ہوسکتی تھی چنانچہ شکست کھاکر بیٹھ رہے۔ اگر ہمارے انقلاب کے ساتھ ساتھ جرمنی میں بھی انقلاب ہو جاتا تو سوویٹ یونین استبدادیت سے بچ جاتا۔

رود ہل۔ آپ نے لینن کے زمانے میں حکومتی طبقے کا استیصال کرنے میں کیا حصہ لیا؟

ٹراٹسکی۔ خانہ جنگی کے زمانے میں یہ ضروری تھا کہ کل طاقت کو ایک مرکز پر لایا جائے تاکہ عمل میں ایک نتیجہ خیز تیزی پیدا ہو اس وقتی ضرورت کی بنا پر طاقت اگرچہ چند ہاتھوں میں آگئی تھی اور میرے ہاتھ میں فوج تھی لیکن میدان جنگ میں بھی میں نے فوج کو یہ آزادی دے رکھی تھی کہ سپاہی

مختلف فوجی مسائل پر بحث و مباحثہ کر سکتے تھے میں خود معمولی معمولی سپاہیوں سے فوجی مسائل پر بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا اور ان سے رائے لیا کرتا تھا خانہ جنگی ختم ہونے پر ہمیں بڑی امیدیں تھیں کہ سوویٹ یونین میں جمہوریت قائم ہو جائے گی لیکن دو رکاوٹیں پیدا ہو گئیں پہلی روس کی ہر شعبہ زندگی میں پستی جس نے حکومتی طبقہ پیدا کیا۔ دوسری حکومتی طبقہ کی خود سری اور اپنے قیام کے لئے جدوجہد۔ عام تاریکی نے حکومتی طبقہ پیدا کیا۔ حکومتی طبقہ نے اپنے مفاد کے لئے جمہوریت کے قیام میں روڑے اٹکائے حکومتی طبقے نے یونین میں اپنی جگہ بنالی اب ہماری پارٹی اور حکومتی طبقے میں ایک طرح کی جماعتی لڑائی شروع ہو گئی۔ یہ مخالفت کی ابتدا تھی۔ کچھ عرصے تک حکومتی طبقے کے استیصال کا مسئلہ مرکزی کمیٹی میں زیر بحث رہا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا گیا ہماری اور حکومتی طبقے کی مخالفت بڑھتی گئی یہاں تک کہ اختلافات منظر عام پر آ گئے۔ یہاں سے مخالفت دوسری منزل میں داخل ہوتی ہے۔ اسی زمانہ میں لینن اور میں دونوں بیمار ہو گئے اور استالین زنیوویف اور کیمونیف رہ گئے، انتظامیہ کمیٹی ہی میں جس کا سکرٹری ستالین تھا مرکزی کمیٹی اور سیاسی کمیٹی کا کام ہونے لگا کچھ عرصے میں ان تینوں نے کام سنبھال لیا اور یہ "مثلث" کہلانے لگے۔ جب لینن دوسری مرتبہ بیمار ہوا جس بیماری سے وہ پھر نہ اٹھا تو حکومتی طبقے نے "مثلث" کی سرکردگی میں اور بھی سر اٹھایا۔ اسی زمانہ میں ان تینوں نے انگریزی زبان میں میرے خلاف رسالہ لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ یہ تینوں ہی سوویٹ یونین

کے بانی مبانی ہیں اور میں ہمیشہ عضو معطل رہا ہوں۔ جیسا میرے بیان سے ظاہر ہو گیا ہوگا "مثلث" لینن کی زندگی ہی میں پیدا ہو گیا، لیکن لینن کی موجودگی میں وہ بہت محتاط تھے۔ باوجود اس کے کہ "مثلث" خفیہ کارروائی کرتا تھا، لینن کو سب علم تھا اس نے ایک دن مجھ سے کہا کہ ایک سب کمیشن بٹھاؤ تاکہ یونین کو حکومتی طبقے سے نجات دلائی جائے میں نے جواب دیا حکومت تو درکنار خود پارٹی کے اداروں میں حکومتی طبقہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا کہ تمہارا مطلب منتظمہ کمیٹی اور مرکزی کنٹرول کمیشن سے ہے۔ اچھا چند روز بعد اس مسئلہ پر غور کریں گے یہ لینن کی اور میری آخری گفتگو تھی۔ جب لینن دوسری مرتبہ بیمار ہوا اور سب کو یہ دکھائی دینے لگا کہ اب یہ کیا نچے گا تو یہ تینوں علانیہ کمیونسٹ پارٹی کی لیڈرشپ کے لئے سازشیں کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ آئینی طریق پر "مثلث" کی کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن عملی طریق پر وہ کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر بن گئے۔

گولڈمین:۔ مسٹر ٹروٹسکی اب یہ بتایئے کہ کچھ عرصے بعد "مثلث" کا کیا حشر ہوا؟

ٹروٹسکی۔ کچھ عرصے بعد زینوویف اور کیمونیف مجھ سے آملے انھوں نے مجھے یہ راز بتایا کہ "مثلث" کا یہ معاہدہ تھا کہ آپس میں اتفاق رکھیں گے اور تینوں ٹروٹسکی کی مخالفت کریں گے۔

گولڈمین۔ آپ کا اور زینوویف اور کیمونیف کا اتحاد کب تک رہا اور کیوں ختم ہوا؟

ٹروٹسکی۔ میرا اور ان کا اتحاد قریب دو سال رہ کر ۱۹۲۷ء میں ختم

ہوگیا۔ علیحدگی کی وجہ یہ تھی کہ جب ہم نے حکومتی طبقے کی مخالفت شروع کی تو اس پر اور عوام پر جو ردعمل ہوا اس سے یہ معلوم ہوا کہ کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ حکومتی طبقہ اب تشدد پر اتر آیا اور ہمارے لئے دو صورتیں رہ گئیں ایک مخالفت ترک کرنا اور معافی مانگنا۔ دوسری پارٹی سے اخراج۔ زینویف کی رائے تھی کہ پارٹی سے کسی شکل میں علیحدگی درست نہیں میں یہ کہتا تھا کہ اصول پر لڑنا چاہیئے اور اگر اخراج ہوتا ہے تو اس کو لبیک کہنا چاہیئے۔ زینوویف اور اس کے ہم خیال لوگوں نے حکومت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا لیکن اس پر بھی وہ چھ ماہ تک پارٹی سے خارج رہے۔ دوبارہ معافی مانگنے پر ان کو پارٹی میں داخل کر لیا گیا۔ اس اختلاف کے بعد زینوویف اور کیمونیف سے میری صرف ایک ملاقات ہوئی دوران گفتگو میں انھوں نے کہا کہ وہ پھر سیاسی زندگی میں داخل ہو گئے ہیں میں نے جواب دیا کہ تم تو سیاسی نقطہ نگاہ سے مر چکے ہو جس نے سر تسلیم خم کر دیا اس کی سیاسی موت ہو گئی۔

گولڈمین۔ آپ کے اور استالین کے درمیان جو کشیدگی ہوئی اس کو اختصار سے بیان کیجئے۔

ٹروٹسکی۔ لینن جب دوسری مرتبہ بیمار ہوا اس وقت تک استالین کو یہ احساس نہیں تھا کہ وہ خود ڈکٹیٹر بن سکتا ہے لیکن جب اس نے بین الاقوامی انقلاب اور مستقل انقلاب کے نظریوں کی مخالفت شروع کی اور حکومتی طبقے نے اس مخالفت کا خیر مقدم کیا اس وقت استالین کو یہ اندازہ ہوا

کہ وہ ڈکٹیٹر بن سکتا ہے۔ استالین نے "ایک ملک میں انقلاب" کا نظریہ پیش کر کے حکومتی طبقے کی دل کی سی بات کہدی۔ شاید وہ حکومتی طبقے کا طرز خیال تاڑ گیا تھا ہر طرف سے اس کی تائید ہونے لگی۔ حکومتی طبقہ نے کہا ہم برسر اقتدار رہیں اور استالین کے نظرئے کی تائید کرتے ہیں۔ اب استالین کو یہ احساس ہوگیا کہ وہ ملک میں ایک طاقت ہے اور حکومتی طبقے نے استالین کی سرکردگی میں اپنے مفاد کا تانا بانا بنانا شروع کر دیا۔ بولیشوک کے جتنے بھی اصول تھے ان کو ٹروٹسکی کے اصول بتا کر جھٹلا دیا۔ بولیشوک پروگرام کو بھی کہدیا کہ یہ ٹروٹسکی کا پروگرام ہے حکومتی طبقہ نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دوسرے ملکوں کے مصنفوں کو رشوت دینی شروع کر دی جو اکثر ان کی بیویوں کو قیمتی تحائف کی شکل میں دی جاتی تھی اور دنیا میں اپنا پروپگنڈا کرنا شروع کر دیا۔ جب یہ ہوتے دیکھا تو میں نے حکومت کے کاروبار میں ایمان داری سے کام کرنے پر زور دیا۔ ۱۹۲۶ء میں مخالفت بڑھ گئی۔ اب ہم نے چاہا کہ حکومتی طبقے سے کچھ سمجھوتہ کرلیں اور آئینی طریق پر لڑائی جاری رکھیں اسوقت چین میں انقلاب شروع ہوگیا تھا اور استالین نے وہی غلطیاں کرنی شروع کر دی تھیں جو آج کل اسپین میں کی جارہی ہیں۔ ۱۹۲۷ء میں جب مرکزی کمیٹی نے بغیر مجھے اطلاع کئے، حالانکہ میں سیاسی کمیٹی کا ممبر تھا ایک تار چین کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کو کسان تحریک روکنے کے لئے بھیجدیا تو مجھے بہت تعجب ہوا۔ استالین نے

چنگ کیا ئشک کے ساتھ بھی ویسا ہی اتحاد کر لیا تھا جیسا اس نے فرانس کے ساتھ کیا تھا چنگ کیا ئشک کی فوج کے افسر بڑے زمینداروں کے طبقے سے تھے۔ چینی غریب کسان کی انقلابی تحریک چینی زمیندار طبقے کے لئے مضر تھی اس لئے تحریک روک دی گئی۔ چین میں وہی ہوا جو آج کل اسپین میں ہو رہا ہے۔ استالین اس خوف سے کہ فرانس کا سرمایہ دار طبقہ ناراض نہ ہو جائے اسپین کے غریب کسان کی مدد نہیں کر رہا ہے اسی طرح چنگ کیا ئشک کی دوستی پر غریب چینی کسان کو قربان کر دیا۔ چین کے معاملہ پر استالین اور ہم میں بہت ترشی پیدا ہو گئی اور ہم یہ سمجھ گئے کہ ہمارے اور استالین کے خیالات میں بہت بڑا اختلاف ہے جو بحث و مباحثہ سے نہیں جا سکتا اور یہ سب جزوی اختلافات اصولی اختلاف سے پیدا ہوتے ہیں۔

اصولی اختلاف وہی تھا کہ ہم پرولتاری بین الاقوامی انقلاب کے حامی تھے اور استالین کہتا تھا کہ ایک ملک میں انقلاب قائم رہ سکتا ہے سوویٹ یونین میں اشتراکی انقلاب ہو گیا اس کو برقرار رکھنے کے لئے سرمایہ دار ملکوں اور نتیجتاً سرمایہ دار جماعتوں سے اتحاد رکھنا ضروری ہے اور اس اتحاد پر دوسرے ملکوں کے پرولتاریوں کو بھینٹ چڑھانے میں کوئی نقصان نہیں سنہ ۱۹۲۴ء میں استالین خود یہ کہتا تھا کہ انقلاب ایک ملک میں زندہ نہیں رہ سکتا اسکو زندہ رکھنے کے لئے عالمگیر انقلاب کی ضرورت ہے، کچھ عرصے بعد اس نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ روسی انقلاب واحد ملک کا انقلاب تھا وہ مستقل طور پر ختم ہو گیا اب کسی

جدو جہد کی ضرورت نہیں حکومتی طبقے کے لئے اس نظریے کے یہ معنی تھے کہ کھاؤ، پیو اور چین کرو۔ ۱۹۲۷ء میں استالین نے ہماری پارٹی کو عہدوں سے برطرف کر دیا۔ لیکن اب بھی ہم اپنے آپ کو پارٹی کا ممبر ہی سمجھتے رہے ہم عہدے دار نہیں رہے تھے لیکن پارٹی کے ممبر تھے اور پارٹی کے جلسوں میں اپنے اختلافات کی بابت بحث و مباحثہ کر سکتے تھے۔ لیکن جب ہٹلر کو یہ موقع دیا گیا کہ جرمنی کا مالک بن جائے اور جب سوویٹ یونین ہٹلر کی دوستی کا خواہاں ہوا تو ہم نے کہہ دیا کہ کمنترن اب مردہ ہو چکی ہے۔ اب ہمیں ایک نیا سیاسی ادارہ قائم کرنا چاہئیے ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۳ء تک ہمارے اور استالین کے درمیان کافی اختلافات ہو گئے اور ہم سیاسی کمیٹی سے نکال دیے گئے اب سیاسی کمیٹی کا حال یہ ہے کہ اس کے ممبروں میں سے ایک بھی کوئی غیر زبان نہیں جانتا۔ کمنترن کے ہاتھ میں مختلف ملکوں کے ساٹھ اداروں کی باگ ڈور ہے اس لئے کتنا ضروری ہے کہ ممبر دوسری زبانیں جانیں۔ دوران مخالفت میں یہ بھی ہوا کہ ہمارے جو مضامین حکومت کے خلاف ہوتے تھے استالین ان کو چھپنے سے روک دیتا تھا۔ سوویٹ یونین میں دوسری چیزوں کی طرح پریس بھی حکومتی طبقے کے ہاتھ میں ہے۔ سیاسی کمیٹی کے جلسوں میں ایک اسٹینوگرافر ہوا کرتا تھا۔ وہ سب تقریریں قلم بند کیا کرتا تھا جو بعد میں چھپتی تھیں جب چین کے انقلاب کے متعلق کمیٹی بیٹھی اور بحث ہوئی تو یہ بہانہ کرکے کہ

اس اجلاس کی کارروائی کو عام کرنے سے بین الاقوامی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی"، اسٹینوگرافر کو تقریریں قلم بند نہ کرنے دیں اور ہمارے مضامین نہ چھپنے دیے۔ اس پر جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں چند نوجوانوں نے ان کو چھاپا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ۱۹۲۷ء میں گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ اسی سال اکتوبر کے انقلاب کی یادگار منائی گئی اور سرکاری جلوس نکلے جس میں ہماری پارٹی کے لوگ بھی شریک تھے۔ لیکن ہمارے جھنڈوں پر مختلف نعرے ثبت تھے۔ پہلے یہ قاعدہ تھا کہ مختلف پارٹیاں مختلف نعرے مقرر کر لیتی تھیں۔ ہماری پارٹی کے یہ نعرے تھے کہ کولک حکومتی طبقے اور نئے اقتصادی پروگرام کے خلاف جہاد کرو۔" خفیہ پولیس والوں نے ہماری پارٹی کے جھنڈے چھین کر تلف کر دیئے اور کچھ گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں۔ لینن گریڈ میں ریڈک اور زنیوویف کو جلوس نکلنے سے دو گھنٹے قبل ہی گرفتار کر لیا۔ اس واقعے کے بعد میرے نام زنیوویف کا ایک خط آیا جس کا آخری جملہ یہ تھا" اسٹالین ان واقعات کی بابت بہت ہی زہر آلود افسانے مشہور کرے گا اس لئے عوام کو سچے واقعات سے آگاہ کرنے کا فوراً انتظام کرنا چاہیئے" اگرچہ عوام ہمارے ساتھ کافی ہمدردی رکھتے تھے لیکن کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ اس سال حکومت نے جلوس کا انتظام فوجی طریقہ پر کیا تھا۔ ہر دستے کے آگے خفیہ پولیس کے آدمی سادے کپڑوں میں تھے اور حکومتی طبقے کے لوگ خاص

خاص مورچوں پر تھے۔ کارخانوں کے ڈائرکٹر اور سکریٹری وغیرہ بھی جلوس کے ہمراہ تھے اور مزدوروں پر نظر رکھتے تھے۔ حکومتی طبقے نے ہمارے خلاف کافی انتظام کر رکھا تھا اس لئے جب خفیہ پولیس کے آدمیوں نے ہماری پارٹی کے جھنڈے توڑ ڈالے تو کوئی مزدور نہ بول سکا کیونکہ ان بے چاروں کی روٹی کا سوال تھا! اگر کچھ مزدور ہمدردی ظاہر کرتے تو اگلے ہی دن سکریٹری کارخانے سے نکال دیتا جس کے یہ معنے ہوتے کہ مزدور بھوکے مر جاتے۔ کیونکہ سارے کارخانے حکومت کے ہیں اس لئے سوویٹ یونین میں اگر کسی غریب پر حکومت کی نظرِ عنایت نہ رہے تو حکومت اس کو بھوکا مار سکتی ہے اس لئے جلوس میں مزدور کا ہمارے ساتھ ہمدردی کرنا اس کے لئے حیات و موت کا سوال تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں معمولی انسان ڈر جاتا ہے جس ملک میں ایک استبدادی جماعت تمام طریق پیداوار پر قبضہ کر لے اور صرف حکومتی طبقے کا مفاد مدنظر رکھے وہاں پوری چنگیزی ہو جاتی ہے۔ اکتوبر کے انقلاب کی برسی پر ہماری پارٹی نے جو مظاہرے کئے ان کو اسٹالین نے بغاوت کے نام سے پکارا اور بائیں جماعت کے ممبروں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔

فینر لی۔ جلوس میں پانچ لاکھ کے قریب آدمی تھے۔ مسٹر ٹراٹسکی اس میں سے کتنے آپ کے ہمدرد ہوں گے؟

ٹراٹسکی۔ یہ کہنا مشکل ہے۔ اس جلوس میں وہ پرانے ممبر نہیں تھے جنھوں نے اکتوبر

کے انقلاب میں حصہ لیا تھا بلکہ نئے ممبر تھے جو نئے قواعد کے مطابق ممبر بنائے گئے تھے
۱۹۲۴ء سے قبل وہ ممبر سب سے زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا جس نے اکتوبر کے
انقلاب میں حصہ لیا ہو لیکن ۱۹۲۴ء میں سب سے زیادہ قابل قدر ممبر وہ ہو گیا جس
نے بیس پچیس سال تک ایک ہی فیکٹری میں کام کیا ہو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مزدور
کی اہمیت بڑھ گئی اور ایک اشتراکی حکومت میں ایسی تبدیلی ہونی ہی چاہئے
تھی لیکن در اصل یہ قانون اور اغراض کے لئے بنایا گیا تھا اس قانون کے یہ معنی
ہوئے کہ ۱۹۰۴ء سے جو مزدور ایک ہی فیکٹری میں کام کرتا رہا ہو وہی سب سے
اہم ہے ۱۹۰۴ء اور اس کے بعد کا زمانہ وہ تھا جبکہ مزدور طبقہ انقلاب کے
لئے تیار ہو رہا تھا اور آئے دن ہڑتالیں اور مزدوروں کی پکڑ دھکڑ ہوتی
رہتی تھی جو مزدور سیاسی حالات کو سمجھتے تھے اور انقلابی جدوجہد میں حصہ لیتے
تھے ان کو زار کی حکومت پکڑ کر سائبیریا پہنچا دیتی تھی۔ ظاہر ہے کہ جو مزدور فیکٹریوں
میں باقی رہ جاتے تھے وہ بہت ہی کمترین اور جی حضوری قسم کے انسان ہوتے
تھے جب پارٹی کے ممبر ہونے کی یہ سب سے اہم شرط ٹھہری کہ مزدور بیس سال تک
ایک ہی فیکٹری میں رہا ہو تو دوسرے الفاظ میں جو سب سے زیادہ نیاز مند، ندوی
اور 'یس ہوں' آپ کا تابعدار قسم کا مزدور ہو وہ ہی پارٹی کا سب سے اہم ممبر ٹھہرا
چنانچہ ۱۹۲۷ء میں پارٹی میں انقلابی قسم کے لوگ بہت کم ہو گئے تھے اور
حکومت کے اشارے پر چلنے والے جی حضوری بہت زیادہ ہو گئے تھے
لیکن ان تمام باتوں کے باوجود میرا خیال ہے کہ بیس تیس ہزار مزدور ہمارے ہم خیال
تھے کیونکہ جب ہماری پارٹی کے لوگ جھنڈے لے کر نکلے تو ان کے ساتھی مزدوروں

نے ان کو منع نہیں کیا۔ بہت سے مزدوروں کی اخلاقی ہمدردی پارٹی کے ساتھ تھی، لیکن ہمارے ساتھ مل کر وہ کوئی عملی جدوجہد کرنے کو تیار نہیں تھے۔ ان کا یہ روّیہ تھا "دیکھو وقت آئے گا تو دیکھیں گے"۔ ہماری پارٹی انقلاب کرنا نہیں چاہتی تھی بلکہ مظاہرہ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن استالین نے اس مظاہرے کو بغاوت کہنا شروع کر دیا اور پندرہویں کانگریس کے بعد ایک قلیل عرصے میں تمام ملک سے گیارہ ہزار کے قریب آدمی سائبریا جلاوطن کر دیئے۔ ۱۹۳۵ء اور ۱۹۳۶ء کے درمیان ہماری پارٹی کے قریب ساٹھ ہزار مرد اور ایک لاکھ عورتیں اور بچے سائبریا میں جلاوطن تھے۔

فینزی۔ مسٹر ٹروٹسکی کیا آپ مختصراً یہ بتائیں گے کہ کمیونسٹ پارٹی کب ترتیب دی گئی اور اس کے ممبر ہونے کی کیا شرطیں تھیں؟

ٹروٹسکی۔ کمیونسٹ پارٹی ۱۹۰۳ء میں بنی لیکن پارٹی کے نام سے پہلا اعلان ۱۸۹۸ء میں نکلا تھا، پارٹی کا پروگرام لمبا چوڑا نہ تھا جو شخص پارٹی کے پروگرام پر عمل کرنے اور احکام ماننے پر راضی ہو جاتا تھا وہی پارٹی کا ممبر شمار ہونے لگتا تھا۔ لیکن چونکہ پارٹی کا کام کرنے میں ایثار اور قربانی کرنی پڑتی تھی اور ہر قسم کے خطرے سے بھی دوچار ہونا پڑتا تھا اس لئے ایسے لوگ جن کے کوئی مفاد مدنظر ہوتا

تھا ممبر نہیں بنتے تھے جو سچے دل سے ہمارے مقصد سے ہمدردی رکھتے
تھے اور اپنی ذمہ داری کو سمجھنے والے اور آڑے وقت میں میدان
نہ چھوڑنے والے ہوتے تھے وہی پارٹی میں شریک ہوتے تھے کیونکہ
ہماری پارٹی غیر قانونی تھی اور ہم کسی خاص جگہ اجلاس نہیں کر سکتے
تھے اس لئے پارٹی میں باقاعدگی پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ سب سے پہلے
۱۹۱۷ء میں پارٹی کا باقاعدہ اجلاس ہوا اس وقت پارٹی کے شاید
تین لاکھ ممبر تھے۔ اکتوبر کے انقلاب کے بعد چونکہ تمام تر طاقت ہمارے ہاتھ
میں آ گئی تھی اس لئے اس زمانے میں ممبروں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔
لیکن ان نئے ممبروں کا یہ حال تھا کہ پارٹی کی شکست ہوتے دیکھی تو ممبری
بھی ختم کر دی اگر فتح ہوتے دیکھی تو ممبر بن گئے ۱۹۱۹ء میں لینن نے
اس پارٹی کا نام کمیونسٹ پارٹی رکھا۔ اس نام کے بہت سے ممبر مخالف
تھے اور سوشل ڈیموکریٹ پارٹی نام رکھنا چاہتے تھے۔ لیکن لینن نے
کہا "جس طرح میلی قمیص کو بدلنا ضروری ہوتا ہے اسی طرح پارٹی کا نام
بدلنا بھی ضروری ہے"۔ سوشل ڈیموکریٹ پارٹی نے دوران جنگ میں
بہت کم زوری دکھائی تھی اس وجہ سے اس نام کے ساتھ کم ہمتی اور شکست
کے تخیلات وابستہ ہو گئے تھے۔ پارٹی کا نام بدلتے ہی ایک نیا آسمان
دکھائی دینے لگا۔ ہمیں طاقت حاصل ہوتے ہی بہت سے خود غرض
اونچے طبقے کے لوگ ہماری پارٹی کے ممبر ہونے لگے۔ اب ہمیں یہ
ڈر ہوا کہ یہ لوگ ہماری پارٹی کا نظام اور اخلاق نہ بگاڑ دیں۔ اس

لئے ہم نے اُن کے ممبر بنانے کا یہ قاعدہ بنا دیا کہ جب تک اونچے طبقے کے لوگوں کا ماضی معلوم نہ ہو اور کوئی معتبر پارٹی کا ممبر ان کی ذمہ داری نہ لے اس وقت تک ان کو ممبر نہیں بنایا جاتا۔ لیکن مزدور کے لئے کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ ہماری پارٹی مزدوروں کی سرپرست تھی ہماری پارٹی کی تین کمیٹیاں تھیں :-

(۱) مرکزی کمیٹی۔ یہ سب سے اہم ادارہ تھا۔ سب سے اہم اور مختلف فیہ مسائل اس کے سامنے پیش ہوتے تھے اور اس کا فیصلہ ناطق ہوتا تھا۔ اس کا صدر لینن تھا۔

(۲) سیاسی کمیٹی۔ تمام بیرونی اور سیاسی معاملات اس کمیٹی کے سامنے پیش ہوتے تھے۔ اس ادارے میں اگر کسی معاملے پر اختلاف رائے ہوتا تھا تو وہ مرکزی کمیٹی کے روبرو پیش ہوتا تھا۔ میں بھی اس کمیٹی کا ایک ممبر تھا۔

(۳) انتظامیہ کمیٹی۔ پارٹی کے متعلق جتنے بھی انتظامی معاملات ہوتے تھے ان کی دیکھ بھال یہ کمیٹی کرتی تھی اور سیاسی کمیٹی کے ماتحت تھی اس کا صدر استالین تھا۔

سیاسی اور انتظامیہ کمیٹیوں کے ممبروں کو مرکزی کمیٹی منتخب کرتی تھی۔ یہ تینوں کمیٹیاں پارٹی کی "حاکم جماعتیں" تھیں۔

اب سوویٹ یونین کو لیجئے ان کے بنیادی ادارے سوویٹ کہلاتے تھے۔ ان کے انتخاب میں سوائے سرمایہ داروں یا اخلاقی طور پر گرے

ہونے یا ان لوگوں کے جو دوسروں کی محنت سے خود فائدہ اٹھاتے تھے سب کو رائے دینے کا حق تھا۔ جو لوگ سویٹ کے ممبر منتخب ہوجاتے تھے وہ اپنے نمائندے کانگرس میں بھیجتے تھے۔ کانگرس ایک مجلس عاملہ منتخب کرتی تھی جس میں تقریباً ۱۵۰ ممبر ہوتے تھے۔ مجلس عاملہ کابینہ انتخاب کرتی تھی۔ جس کے ممبر "کمیسار" کہلاتے تھے۔ کمیسار حکومت کے مختلف شعبوں کے ذمہ دار ہوتے تھے۔

فینرلی۔ مسٹر ٹروٹسکی اب آپ یہ بتائیں کہ کمیونسٹ پارٹی اور کمیسار میں کیا تعلق تھا۔ کیا یہ ایک دوسرے پر اثر ڈال سکتے تھے؟

ٹروٹسکی۔ تمام کمیسار ہماری پارٹی کے ممبر ہوتے تھے۔ عوام چونکہ کمیونسٹ پارٹی پر اعتماد رکھتے تھے اس لئے وہ ہمیں ہی منتخب کرتے تھے۔ جو اہم ملکی مسئلہ ہوتا تھا وہ پہلے پارٹی کی سیاسی کمیٹی کے سامنے پیش ہوتا تھا اگر وہاں فیصلہ نہ ہوتا تھا تو سیاسی کمیٹی لینن (جو مرکزی کمیٹی کا صدر تھا) کے سامنے پیش کرتی تھی لینن مرکزی کمیٹی کا اجلاس بلاتا تھا اور جو کچھ اجلاس میں فیصلہ ہوجاتا تھا وہی ناطق ہوتا تھا اور سویٹ یونین میں اسی پر عمل درآمد ہوتا تھا کیسار، پارٹی کا حکم مانتے تھے۔

فینرلی۔ آپ کے بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کمیسار کمیونسٹ پارٹی کے احکام بجا لاتے تھے حالانکہ ان کو سویٹ کی نمائندگی کرنی چاہیئے تھی۔ سویٹ میں سب مزدور خواہ وہ کمیونسٹ پارٹی کے ممبر ہوں یا نہ ہوں رائے دے سکتے تھے اس لئے سویٹ بہ نسبت کمیونسٹ

کے اداروں کے جمہوریت کا زیادہ عنصر لئے ہوئے تھے۔ اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ آپ کے زمانے میں زیادہ جمہوری ادارے کم جمہوری اداروں کے محکوم ہوتے تھے۔ میرے خیال میں جب سے سویٹ یونین کی بنیاد رکھی گئی ہے اس وقت سے سویٹ یونین میں کبھی بھی جمہوری نظام نہیں ہوا اور اب استالین پر یہ الزام لگانا کہ وہ جمہوریت پسند نہیں ہے درست معلوم نہیں ہوتا۔

ٹروٹسکی۔ میں آپ کے خیال سے متفق نہیں ہوں۔ واقعہ یہ ہے چونکہ روس میں ہماری پارٹی نے عوام کو آزادی دلوائی تھی اور غریب کی مدد کی تھی اس لئے سویٹ کے انتخاب میں عوام ہماری پارٹی ہی کے ممبر منتخب کرتے تھے۔ ہمیں منتخب کرنے سے پہلے رائے دہندگان کو یہ علم ہوتا تھا کہ ہم ہر ملکی معاملہ اپنی پارٹی کے حکم کے بموجب حل کریں گے اس لئے عوام جب ہمیں منتخب کرتے تھے تو دراصل ہمیں وہ یہ ہدایت کرتے تھے کہ ہم اپنی پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا حکم مانیں۔ یہ درست ہے کہ عوام ہماری پارٹی کے معاملات میں دخل نہیں دے سکتے تھے۔ دخل دینا صرف پارٹی کے ممبران کا حق تھا لیکن عوام یہ کر سکتے تھے کہ اگر ان کو ہماری پارٹی کے مقاصد سے اتفاق نہ ہوتا یا ان کو ہمارا پروگرام غلط معلوم ہوتا تو وہ دوسری پارٹی کے ممبر منتخب کر سکتے تھے ظاہر تھا کہ دوسری پارٹی کے ممبر کمیونسٹ پارٹی کے قید و بند سے آزاد ہوتے لیکن جب عوام ہماری ہی پارٹی کے ممبروں کو

منتخب کرتے تھے تو ظاہر ہے کہ وہ اس کو بھی پسند کرتے تھے کہ ہم مرکزی کمیٹی کے احکام مانیں۔ دوسرے الفاظ میں ہمیں منتخب کرکے وہ مرکزی کمیٹی میں اعتماد کا ووٹ پاس کرتے تھے۔ ہماری کمیونسٹ پارٹی جمہوریت پسند تھی اس معنی میں نہیں کہ ہر شخص اس کا ممبر ہو سکتا تھا بلکہ اس معنی میں کہ پارٹی کا ہر ممبر آزادی کے ساتھ بحث و مباحثہ کر سکتا تھا اور پارٹی کا لیڈر بن سکتا تھا۔ لیکن اسٹالین کے زمانے میں نہ پارٹی نہ سوویٹ یونین اور نہ ٹریڈ یونین میں جمہوریت ہے۔

فینرلی۔ کیا آپ یہ بتائیں گے کہ پرولتاریوں کی آمریت سے آپ کا کیا مطلب ہے؟ اور کیا ہر ملک میں انقلاب کے بعد پرولتاری آمریت قائم کرنی ضروری ہے؟

ٹروٹسکی۔ پرولتاریوں کی آمریت کے یہ معنی ہیں کہ ان تمام لوگوں کے ہاتھ سے جو دوسروں کی محنت پر جیتے ہیں ملک کی باگ ڈور نکل کر ان لوگوں کے ہاتھ میں آجائے جو خود محنت کرتے ہیں۔ صرف انقلابی پرولتاری جماعت اور ان عوام کو جو اس جماعت کے حامی ہیں یہ حق حاصل ہے کہ ملک کی تقدیر کا فیصلہ کریں۔ ترقی یافتہ ملک میں پرولتاری آمریت قائم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جس طرح اگر ایک میز پر کھانے والے کم ہوں اور کھانا زیادہ ہو تو اس میز پر آمریت کی کیا ضرورت ہے اس میز پر بدعنوانی کا کوئی احتمال ہی نہیں ہو سکتا لیکن جس میز پر کھانا کم ہو اور لوگ زیادہ ہوں اس میز پر ہر ایک کی یہ کوشش ہوگی

کہ زیادہ سے زیادہ کھانا اٹھائے۔ اس میز پر آمریت کی ضرورت ہو گی پس ماندہ ملکوں میں آمریت کی ضرورت ہوتی ہے، ترقی یافتہ ملکوں میں نہیں ہوتی ۔

فینرٹی ۔ سوویٹ یونین میں پرولتاریوں کی آمریت تھی یا پرولتاریوں کے لئے آمریت تھی ؟

ٹرڈسکی ۔ یہ تعلق کا سوال ہے اگر پرولتاریوں کا کمیونسٹ پارٹی پر اعتماد ہے اور پارٹی کے انتخاب آزادی سے ہوتے ہیں تو 'کی' اور 'کے لئے' میں کچھ فرق نہیں رہتا ۔ ساری جماعت تو کسی صورت سے بھی حکومت میں حصہ نہیں لے سکتی۔ ہمیشہ کسی جماعت کے چند نمائندے ہی حکومت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ نمائندے آزاد انتخاب کا نتیجہ ہیں یا نہیں اگر ہیں تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ساری جماعت حکومت کر رہی ہے اس کو آپ ڈکٹیٹر شپ کہہ سکتے ہیں لیکن اس میں جمہوریت کا بہت بڑا عنصر موجود ہے لیکن استالین کے دور حکومت میں یہ بھی غائب ہو گیا اب سوویٹ یونین میں حکومتی طبقہ رہ گیا ہے جو کسی کے روبرو جواب دہ نہیں ہے۔ وہ طبقہ پرولتاریوں کے مفاد کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ صرف اپنے مفاد کی پرواہ کر رہا ہے۔ میرے لئے کسی حکومت کو جانچنے کا یہ معیار ہے کہ وہ حکومت عوام کی اقتصادی اور اخلاقی حالت کس درجہ تک سدھارتی ہے یہ نہیں ہے کہ حکومت نے کاغذ پر کیا آئین و قوانین بنا رکھے ہیں۔ آئین و قوانین بھی اپنی جگہ ضروری ہوتے ہیں لیکن میرا ترقی

کا معیار عوام کی ترقی ہے۔
ڈیوی۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ سوویٹ یونین میں اقتصادی جماعتیں نمودار ہوگئی ہیں؟
ٹروٹسکی۔ ذاتیں کہئے۔ ذاتیں نمودار ہوگئی ہیں۔
فیرلی۔ سوشلسٹ نظام میں طریق پیدا وار حکومت کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور اس کو چلانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ حکومت ماہرین فن رکھے اور ان سے کام کرائے اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ماہرین فن کی کچھ عرصے بعد ایک ذات بن جاتی ہے۔ ہر سوشلسٹ ملک میں ذاتوں کا بن جانا ناگزیر ہے آپ کے نزدیک کیا یہ تحلیل درست نہیں ہے؟
ٹروٹسکی۔ ذاتوں کا بہت کچھ انحصار ملک کی عام حالت پر ہے۔ اگر عوام پڑھے لکھے اور ترقی یافتہ ہیں تو ماہرین فن کی ذات اتنی طاقتور نہیں ہو سکتی کہ عوام پر حکومت کرے۔ ایک متمدن ملک کے عوام و خواص کی دماغی، اخلاقی اور اقتصادی حالت میں زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ ایسے ملک میں ماہرین عوام کے ماں باپ نہیں بن سکتے۔ لیکن سوویٹ یونین میں ذات کا پیدا ہونا لازمی تھا کیونکہ روس ایک غیر متمدن ملک تھا جس کی تاریکی ہمیں ترکے میں ملی تھی۔ ہمارے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ چوبیس گھنٹے میں صدیوں کی تاریکی دور کر دیتے اگر روس ترقی یافتہ ملک ہوتا تو وہاں ذاتوں کا پیدا ہونا ممکن ہی نہ ہوتا یہ ضروری نہیں کہ ہر ملک میں جہاں بھی سوشلزم جاری ہو وہاں

ذاتوں کا نمودار ہونا بھی لازمی ہے۔ ترقی یافتہ ملک میں یہ ضروری نہیں
کہ وہاں روس کی سی ذاتیں پیدا ہوں۔ ذاتوں کے نمودار ہونے کا انحصار
ملک کی اقتصادی حالت پر ہے۔ ایک غریب پس ماندہ سوشلسٹ ملک
میں ابتداً ذاتوں کا پیدا ہو جانا ایک تاریخی ضرورت ہے۔ ان ذاتوں
سے مفر نہیں ہو سکتا۔ یہ ترکہ میں ملتی ہیں۔ اگر جرمنی اور روس میں بیک وقت
سوشلسٹ انقلاب ہو جاتا تو ترقی یافتہ ہونے کی وجہ سے جرمنی میں
ذاتیں نہ بنتیں اور اس امر کا اثر روس پر ہوتا کہ وہاں کی ذاتیں بہت
جلد فنا ہو جاتیں۔ استالین ذاتوں کی زندگی کم کرنے کی بجائے ان
کی زندگی بڑھا رہا ہے۔ سنہ ۱۹۲۷ء میں اس نے یہ اعلان کر دیا تھا
کہ "حکومتی طبقے کو سوائے خانہ جنگی کے دوسری تحریک اپنی جگہ سے
نہیں ہلا سکتی۔ عوام یا پارٹی کی رائے کا حکومتی طبقے پر کوئی اثر نہیں
ہو سکتا۔"

فینر ڈی۔ آپ کا اس کی بابت کیا خیال ہے کہ اجتماعی تشدد سے سیاسی
طاقت حاصل ہو سکتی ہے۔

ٹروٹسکی۔ میں ایک مثال دے کر اس سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں
جب روس میں اکتوبر کا انقلاب ہوا اس وقت خون کا ایک قطرہ
بھی نہ گرا لیکن کچھ ہی دن بعد جنرل کرسنوف نے بغاوت کی۔ ہم
نے اس کو قید کر دیا لیکن غلطی یہ کی کہ چند دن بعد چھوڑ دیا اس نے جنوبی
روس میں سفید روسیوں کی ایک فوج بنا لی اور ہزاروں لاکھوں

مزدوروں اور کسانوں کو جو ہم سے ہمدردی رکھتے تھے قتل کر دیا۔ اس قتل و غارت میں فرانس کی سرمایہ دار جماعت اور انگلستان کے ایجنٹوں کا بھی ہاتھ تھا۔ جب ہم نے یہ دیکھا کہ دوسری حکومتیں بھی باغیوں کی مدد کر رہی ہیں اور ہم چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہیں تو گولی کا جواب گولی سے دیا۔ روس میں جو کشت و خون ہوا اس کی تمام تر ذمہ داری سرمایہ دار ملکوں پر ہے اگر مجھ پر کوئی قاتلانہ حملہ کرتا ہے تو اپنی جان بچانا میرا فرض ہے اگر اس کوشش میں حملہ آور کو قتل کرنا پڑے تو مجھے قتل کرنے میں دریغ نہیں ہوگا۔ غریب عوام کو امیر حملہ آوروں سے بچانے میں جو کشت و خون ہماری پارٹی کو کرنا پڑا اس کی تمام ذمہ داری میں لینے کو تیار رہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر یورپ کے اور ممالک میں بھی انقلاب ہو جاتا تو روس میں کشت و خون کی نوبت نہ آتی۔ سیاسی طاقت حاصل کرنے کے لئے اجتماعی تشدد کی ضرورت نہیں۔

فینر لی۔ اس بیان سے آپ کا یہ خیال ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی حفاظت کے لئے تشدد استعمال کرے لہذا اگر استالین تشدد کرتا ہے تو وہ حق بجانب ہے۔

ٹروٹسکی۔ گرد و پیش کے حالات و واقعات سے علیحدہ کر کے کسی حق کے جواز و غیر جواز کا سوال اٹھانا درست نہیں حکومت کے ہر حق کو حالات کی روشنی میں دیکھنا چاہئے۔ آج کل سوویٹ یونین میں اجتماعی تشدد ہو رہا ہے اور حکومت آئے دن مقدمے چلا رہی

ہے اور عوام و خواص کو گولی کا نشانہ بنا رہی ہے اس کی یہ وجہ ہے کہ
سوشلزم سویٹ یونین سے مفقود ہوتا جا رہا ہے آپ کو یہ سن کر تعجب
ہوگا کہ سویٹ یونین میں چوری بہت عام ہے۔ کسی ملک میں زیادہ چوری
ہونے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہاں کی اقتصادی اور ذہنی حالت بہت
گری ہوئی ہے۔ بجائے اس کے کہ سویٹ یونین کی حکومت ملک کی اقتصادی
حالت درست کرے چور کو سزا دیتی ہے ایک سوشلسٹ ملک میں چوری کا ہونا اور حکومت کا
چور کو سزا دینا اس امر کا بہت ہی زبردست ثبوت ہے کہ وہاں سوشلسٹ نظام ختم ہو رہا ہے
۱۹۳۲ء میں سویٹ یونین میں یہ قانون تھا کہ بارہ برس کا بچہ بھی اگر چوری کرے تو اس کو سولی
دے دی جائے اور لطف یہ ہے کہ اسی سال اسٹالین نے یہ اعلان کیا کہ اب سویٹ یونین میں
مکمل سوشلزم ہو گیا ہے کیا سوشلزم اس اقتصادی اور اخلاقی حالت کا نام ہے کہ
عوام چوری ڈاکہ کر کے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں؟ ان سب برائیوں
کی وجہ حکومتی طبقہ ہے۔ یہ طریق پیدا وار کو اس طرح چلا رہا ہے کہ
طریق پیدا وار کے سب فوائد حکومتی طبقے کو ہی حاصل ہیں۔ عوام
بہت کم مستفید ہوتے ہیں۔ در اصل واقعہ یہ ہے کہ اگر روس اقتصادی
اعتبار سے ترقی یافتہ ملک ہوتا تو یہ صورتیں پیش نہ آتیں کیونکہ ترقی
یافتہ ہونے کی صورت میں دو تین ماہ ہی میں ملکی طاقت ہمارے ہاتھ
میں آ جاتی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تقریباً تین سال تک خانہ جنگی رہی جس
کا یہ نتیجہ ہوا کہ ملک کی تمام طاقت کو فوجی اصول پر ایک مرکز پر لانا پڑا
اور جب ایک مدت تک طاقت چند ہاتھوں میں رہتی ہے تو اس کے

چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے انقلابی دور میں حکومتی طبقہ تھا ہی نہیں۔ جراثیم موجود تھے۔ لیکن جراثیم کا ہونا کسی حکومت کو استبدادی نہیں بناتا۔ جس طرح بے رحمی کم و بیش ہر انسان میں ہوتی ہے لیکن ہر انسان قاتل نہیں ہوتا ہے۔ رحمی کا بڑھ جانا اس کو قاتل بنا دیتا ہے۔ اسی طرح جراثیم کا ہونا حکومت کو استبدادی نہیں بناتا۔ میں ہیگل کے کمیت اور کیفیت کے نظریے کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔ استبدادیت کے جراثیم ہم میں بھی موجود تھے لیکن ہم استبدادیت پسند نہیں تھے ہماری کوشش یہ تھی کہ جتنی جلدی ممکن ہو عوام کے ہاتھ میں طاقت دے دیں۔ لیکن کچھ عرصے میں سوویٹ یونین میں ایسی تبدیلیاں ہوئیں کہ جن لوگوں نے انقلاب کیا تھا اور جو انقلاب کے زمانے کے لیڈر تھے وہ یا جلا وطن یا قتل کر دیئے گئے اور ان کی جگہ رجعت پسند اور استبدادیت پسند لوگ آ گئے۔ اب استالین اس حکومتی طبقے کا کھلونا بن گیا ہے۔ استالین نے اپنے قیام اور استحکام کے لئے حکومتی طبقے کو طاقت ور بنایا۔ لیکن اب وہ طبقہ اتنی طاقت پکڑ گیا ہے کہ اگر استالین اس کو دبانا بھی چاہے تو نہیں دبا سکتا البتہ اگر حکومتی طبقہ استالین کو ہٹانا چاہے تو ہٹا سکتا ہے۔ اب استالین اس طبقے کے ہاتھ میں کٹ پتلی بن گیا ہے۔ روس کی خفیہ پولیس کا سرغنہ یگوڈا تھا اسی نے یہ سب جعلی مقدمے ترتیب دیئے تھے۔ لیکن اب وہ خود دو ماہ سے جیل میں ہے اب استالین کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ اپنی طاقت کی پیاس بجھانے کے لئے

حکومتی طبقے کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنا رہے۔ ہم نے باغی سرمایہ داروں کو گولی کا نشانہ بنایا تھا۔ اسٹالین کمیونسٹ کا شکار کر رہا ہے۔

لافیلٹی۔ سوبٹ یونین فسطائی طاقتوں سے گھرا ہوا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ حکومتی طبقہ اس لئے اپنے ہاتھ میں طاقت رکھنا چاہتا ہو کہ اس کو فسطائی طاقتوں کی طرف سے خطرہ ہے۔

ٹروٹسکی۔ میرا یہ خیال نہیں ہے فسطائی طاقتیں سوبٹ یونین کے اندرونی حالات کیسے بدل سکتی ہیں؟ اگر سوبٹ یونین فسطائی طاقتوں سے گھرا ہوا ہے تو فوج کو طاقت ور بنانا چاہئے نہ کہ خفیہ پولیس قائم کرنا چاہئے خفیہ پولیس ہٹلر کے خلاف نہیں ہے وہ تو سوبٹ یونین کے اندرونی دشمنوں کے خلاف ہے اور وہ دشمن باغی سرمایہ دار نہیں ہیں بلکہ انقلاب پسند کمیونسٹ مزدور ہیں روس کی خفیہ پولیس اس امر کا بین ثبوت ہے کہ حکومتی طبقہ فسطائی طاقتوں سے ڈر کر حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں نہیں رکھ رہا ہے بلکہ اس کو طاقت کی ہوس ہو گئی ہے۔

ڈیوی۔ کیا آپ یہ بتائیں گے کہ صرف ایک ملک میں سوشلزم کے قیام کا مسئلہ ایسا مختلف فیہ مسئلہ کیوں بن گیا؟

ٹروٹسکی۔ صرف ایک ہی ملک میں سوشلزم کے مسئلے کو ماننا ہماری نظر میں بین الاقوامی انقلاب اور سوشلزم کی تردید ہے۔ ہمارے لئے بین الاقوامی سوشلزم کوئی خیال محض اور ناقابل عمل اصول نہیں ہے بلکہ اس کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔ اگر صرف ایک ملک

یں سوشلزم کا اصول مان لیا گیا تو مختلف ملکوں کے مزدوروں یں ہمدردی اور اتحاد عمل ختم ہو جاتا ہے اور سوشلزم کا یہ مقصد کہ تمام دنیا ایک رشتے یں منسلک ہو جائے مفقود ہو جاتا ہے۔ صرف ایک ملک یں سوشلزم کا قیام اور بین الاقوامی انقلاب کا اصول ساتھ ساتھ ترقی نہیں کر سکتے میرا مطلب مثال سے صاف ہو جائے گا۔ سویٹ یونین یں انقلاب قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری ہوا کہ فرانس سے اتحاد قائم کیا جائے۔ فرانس سرمایہ دار ملک ہے جہاں سرمایہ دار اور مزدور جماعت کے مفاد قدرتی طور پر ٹکراتے ہیں جب سویٹ یونین فرانس کا دوست ہو گیا تو سویٹ اس پر مجبور ہوا کہ فرانس کی سرمایہ دار جماعت کے مفاد کا خیال رکھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ فرانس کی مزدور جماعت کے خلاف ہونا پڑا۔ مزدور جماعت کی مخالفت کا یہ نتیجہ نکلا کہ سویٹ یونین اور فرانس کی مزدور جماعت کے تعلقات ختم ہو گئے۔ جب اسپین یں انقلاب ہوا تو سویٹ یونین فرانس سے اتحاد کی وجہ سے اس پر مجبور ہوئی کہ اسپین کی کمیونسٹ جماعت کی مدد نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ جب مختلف ملکوں کے کمیونسٹ آڑے وقت یں ایک دوسرے کی مدد نہ کریں گے تو ان یں ہمدردی اور اتحاد عمل کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ہر مزدور جماعت اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانے لگی۔ اسی لئے کمیونسٹ انٹرنیشنل مردہ ہو گئی ہے۔ مختلف ملکوں کے مزدور تو الگ الگ ہو گئے لیکن سرمایہ داروں کا بین الاقوامی اتحاد

اور مضبوط ہو گیا ہے۔ استالین نے یہ نظریہ پیش کر کے کہ سوشلزم صرف ایک ملک میں زندہ رہ سکتا ہے سوشلزم کی روح فنا کر دی۔ ۱۹۲۴ء میں استالین خود ایک ملک میں سوشلزم کے نظریے کے خلاف تھا اس نظریئے کی تردید میں استالین نے اپریل ۱۹۲۴ء میں خود ایک سالہ لکھا تھا جس کی جلد میرے پاس موجود ہے۔ ہم ملکی ترقی کے خلاف نہیں تھے ہم یہ کہتے تھے کہ سوویٹ یونین میں اقتصادی ترقی بڑی شدومد کے ساتھ ہونا چاہیئے لیکن ہمیں اپنا بین الاقوامی فرض بھی نہیں بھولنا چاہیئے کمنترن کا کام یہی ہے کہ وہ دنیا کی مزدور جماعت کی رہنمائی کرے۔ اگر صرف ایک ملک میں سوشلزم کا نظریہ درست مان لیا جائے تو کمنترن کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ تمام انقلابی لیڈر جنھوں نے کمنترن کی بنیاد ڈالی ایک ملک میں سوشلزم کے نظریئے کے خلاف تھے۔

ڈیوی۔ مسٹر ٹروٹسکی آپ پہلے کہہ چکے ہیں کہ بولشیوک پارٹی کے ممبر کو پارٹی کے اصول اور اس کے احکام کی پابندی کرنی پڑتی تھی۔ کیا آپ بتائیں گے کہ وہ اصول اور پابندیاں کیا تھیں ؟

ٹروٹسکی۔ پارٹی کا سب سے اہم اصول یہ تھا کہ اس میں بحث ومباحثہ کی پوری آزادی ہونی چاہیئے اور ممبروں کو پارٹی کے احکام کی پوری پابندی کرنی چاہیئے۔ میں اس کو ذرا اور تفصیل سے بیان کروں گا۔ مجھے اکثر مرکزی کمیٹی کی مخالفت کرنے کا اتفاق ہوا ہے اگر کوئی تجویز پاس بھی ہو جاتی تھی تب بھی جب کبھی اس کا ذکر آیا

ہیں نے برابر اس کی مخالفت کی لیکن میں نے کبھی عملی طور پر مرکزی کمیٹی کے فیصلوں کی مخالفت نہیں کی اور میں اسی کو پارٹی کے احکام کی پابندی سمجھتا ہوں۔

ڈیوی۔ آپ نے ذکر کیا تھا کہ چین کے معاملے میں پارٹی کے فیصلے کے خلاف آپ نے ایک ٹائپ شدہ پرچہ نکالا تھا کیا اس عمل سے پارٹی کے احکام کی نافرمانی نہیں ہوئی؟

ٹروٹسکی۔ جب استالین کی حکومت نے ہمارے مضمون چھاپنے سے انکار کر دیا تو گویا اس نے پارٹی کا ایک بنیادی اصول توڑ دیا ہمارا یہ رویہ کہ ہم نے پرچے بانٹے اس بنیادی اصول کی عملی حمایت تھی کہ ہر ایک ممبر کو اظہار خیال کا حق حاصل ہے۔ ہمارا یہ طرز عمل حکومت کی چنگیزیت کے خلاف عملی احتجاج تھا۔ ہم نے پارٹی کی پابندیوں کے خلاف کچھ نہیں کیا۔ بلکہ پہلے ہمارے مخالفوں نے پارٹی کے بنیادی اصول کی خلاف ورزی کی تب ہم نے احتجاج کیا۔

فینرٹی۔ لیکن اعتراض و اختلاف کا حق اس وقت تک ہی رہتا ہے جب تک مرکزی کمیٹی کسی امر کا فیصلہ کرے۔ جب ایک مرتبہ فیصلہ ہو گیا تو ممبروں کو حق نہیں رہتا کہ اس فیصلے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔ یہ بغاوت کی شکل ہے[1]۔

---

[1] ناظرین شو بھاش چندر بوس والا معاملہ پیش نظر رکھیں۔

ٹراٹسکی۔ مرکزی کمیٹی کے فیصلے کے باوجود ممبروں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی فیصلے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے رہیں کیونکہ مرکزی کمیٹی کے اوپر بھی ایک حاکم موجود ہے یعنی پارٹی کانگریس۔ پارٹی کے ہر ایک ممبر کو یہ حق ہے کہ اپنے خیالات کی تلقین کرے تاکہ پارٹی کے جو عام ممبر ہیں ان کو اپنی طرف کر سکے اور مرکزی کمیٹی کے فیصلے کو مسترد کرا سکے لیکن جب تک وہ فیصلے کو مسترد نہ کرا سکے اس وقت اس کو فیصلے کی پابندی کرنی لازمی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اکتوبر کے انقلاب کی سالگرہ کے موقع پر ہم نے اپنی پارٹی کے لئے چند نعرے مقرر کئے تھے وہ یہ ہیں:۔

(۱) لینن کی وصیت پوری کرو۔

(۲) دائیں جماعت کے نئے اقتصادی پروگرام کے حامیوں کی۔ کولک اور حکومتی طبقہ کی مخالفت کرو۔

(۳) مزدوروں کی اصلی جمہوریت قائم کرو۔

(۴) لینن کی پارٹی میں اتحاد رکھو۔

(۵) لینن کی مرکزی کمیٹی کی مدد کرو وغیرہ۔

حکومتی طبقے نے ان جھنڈوں کو چھین لیا جن پر یہ نعرے نصب تھے اور جو لوگ جھنڈے لئے ہوئے تھے ان کو گرفتار کر لیا۔ ہم نے یہ جو کچھ کیا ہمیں اس کا حق تھا۔ آزاد اظہار خیال تو پارٹی کا بنیادی اصول تھا۔ پارٹی کا کوئی قانون ممبر سے آزاد اظہار خیال کا حق نہیں چھین سکتا اگر پارٹی آزاد اظہار خیال کے خلاف قانون بناتی ہے تو ہر ممبر کا فرض ہے کہ اس قانون

کی عدول حکمی کرے کیونکہ ایسا قانون پارٹی کے بنیادی اصول کو توڑتا ہے۔
ڈیوی۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ کے اختلاف سے استالین نے یہ خیال
کیا ہو کہ پیشتر اس کے کہ اختلاف بڑھ کر کوئی ناخوش گوار شکل اختیار کرے
اس کو وہیں دبا دینا چاہیئے۔
ٹروٹسکی۔ اگرچہ ہماری پارٹی میں شروع ہی سے آہنی باقاعدگی تھی لیکن
لینن نے ہمیشہ اس پر زور دیا کہ کسی چیز کی روح اس کی ہیئت سے زیادہ
قیمتی ہوتی ہے اور اگر روح کی تازگی کو برقرار رکھنے میں ہیئت کچھ بگڑ
بھی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ خیالات کا آزادی سے اظہار کرنا پارٹی
کی باضابطگی قائم رکھنے سے زیادہ اہم ہے۔ اگر خیالات کے اظہار
کرنے میں پارٹی کی باضابطگی توڑنی بھی پڑے تو توڑ دینی چاہیئے ۱۹۱۷ء
میں بولشیوک پارٹی نے روسی حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ زینوویف
اور کیمنوف جو ہماری پارٹی کے اہم ممبر تھے بغاوت کے مخالف تھے اس
وقت ہمارے لئے بغاوت کرنے اور نہ کرنے کا مسئلہ بہت اہم تھا۔ ان
دونوں کی مخالفت سے لینن بہت گرم ہو گیا اور زینوویف اور کیمنوف
کو غدار کہنے لگا اور اس پر زور دینے لگا کہ ان کو پارٹی سے نکال دینا
چاہیئے۔ لیکن ہم نے اس کی مخالفت کی اور ان کو نہیں نکلنے دیا۔ دو دن
بعد لینن نے خود اس کا اعتراف کیا کہ ان کا نکالنا غلطی ہوتا۔ ہم مخالفوں
کو حکومت میں حصہ لینے دیتے تھے۔ روس میں شروع ہی میں تین پارٹیاں
ہو گئیں تھیں۔ منیشوک، سوشل انقلابی جماعت اور بالشیوک۔ بالشیوک

پارٹی نے عوام کو اپنا ہمخیال بنا لیا لیکن اس پر بھی ہم نے دوسری پارٹیوں کو حکومتی اداروں سے نہیں نکالا البتہ جب مینشویک اور سوشل انقلابی جماعتیں ہمارے مخالفوں کی طرف ہو کر ہم سے لڑیں تب ہم نے ان پر ہاتھ اٹھایا۔ ہمارا ان جماعتوں کے خلاف ہاتھ اٹھانا کسی اختلاف رائے کی بنا پر نہیں تھا بلکہ فوجی ضرورت تھی۔ سویٹ یونین کے پہلے ملکی نظام میں کوئی ایسی دفعہ نہیں تھی جس کی رو سے ملک میں ایک سے زیادہ پارٹیاں ہونا منع ہو پہلے چار پارٹیاں ہوتی تھیں اور انارکسٹ بھی ایک پارٹی تھی لیکن نیا قانون ایک سے زیادہ پارٹیوں کو حکومت میں حصہ لینے سے قانوناً روکتا ہے۔ اس کے برخلاف جولائی ۱۹۱۸ء میں ہماری کابینہ میں پانچ یا چھ جماعتوں کے ممبر شریک تھے۔ جب سوشل انقلابی ممبروں نے بغاوت کی اور کشت وخون پر اتر آئے اس وقت ہم نے ان کا مقابلہ کیا لیکن یہ واضح رہے کہ ہم نے ان کو کابینے سے نہیں نکالا۔ انھوں نے خود استعفے دیے۔ آخر تک ان کی پارٹی کا ایک اخبار نکلتا رہا اور ان کو اظہار خیال کا پورا موقع ملتا رہا۔ ہم ان سے اختلاف رائے پر نہیں لڑے بلکہ جب انھوں نے بغاوت کی تو ہم نے طاقت استعمال کی۔

ڈیوی۔ آج کل کی سیاسی بین الاقوامی حالت کے مطالعہ کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا بین الاقوامی انقلاب کا تخیل ایک خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا؟

ٹرڈسکی۔ مجھے آپ سے اختلاف ہے۔ اسپین میں جو کچھ ہو رہا ہے

فرانس کی جو سیاسی حالت ہے اور بین الاقوامی تعلقات میں سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے جو کشیدگی پیدا ہو رہی ہے، یہ آپ کے خیال کی تائید نہیں کرتیں۔ اگر انسانیت کو بچانا ہے اور انسان کو دوبارہ وحشی بننے سے روکنا ہے تو سوشلسٹ انقلاب کرنا ضروری ہے۔
ڈیوی۔ کیا آپ کے خیال میں مختلف ملکوں کے مزدور اس قدر بیدار ہو گئے ہیں کہ وہ اپنے جماعتی حالات کو بین الاقوامی نقطۂ نگاہ سے دیکھیں؟
ٹراٹسکی۔ میرا خیال ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں رہ کر پرولتاری خود بخود اتنے بیدار نہیں ہو سکتے کہ اپنے معاملات کو بین الاقوامی نقطۂ نگاہ سے دیکھ سکیں۔ اس کے لئے ان میں تبلیغ کی بہت ضرورت ہے تبلیغ کے لئے خاموش فضا کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں انفرادی کشت وخون اور دہشت پھیلانے والی کارروائیوں کے خلاف ہوں کیوں کہ ان سے ملک کی فضا میں اس قدر انتشار اور بیچینی پیدا ہو جاتی ہے کہ تبلیغی کام نہیں ہو سکتا۔ ہر آدمی کشت وخون کے قصے سننے سنانے میں لگ جاتا ہے اور چونکہ وہ عوام کی دلچسپی کی چیز ہوتے ہیں، اس لئے عوام دوسری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے سرمایہ داری کے لئے ضروری ہے کہ وہ مزدوروں کو ایک جگہ جمع کرے اور ان کو نچوڑے۔ ایک جگہ اجتماع کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ مزدوروں میں طاقت کا احساس پیدا ہو اور بغاوت پر آمادہ ہوں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ کوئی ان کی رہنمائی کرنے والا پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مزدوروں کو معقول

قسم کے لیڈر نہیں ملتے اس لئے وہ ہمیشہ شکست کھا جاتے ہیں۔
ڈیوی۔ مسٹر ٹروٹسکی آپ کا اس کی بابت کیا خیال ہے کہ اگر کوئی غیر ملکی ادارہ خواہ وہ کمیونسٹ انٹرنیشنل ہی کیوں نہ ہو جب کسی دوسرے ملک کے انقلاب میں حصّہ لے گا تو وہاں کے عوام اس بیرونی امداد کو ہمیشہ شبہ کی نظر سے دیکھیں گے۔
ٹروٹسکی۔ میرا یہ خیال نہیں ہے مختلف ملکوں کی مزدور سبھائیں ایک دوسرے کی مدد کرتی رہتی ہیں اور اس بیرونی امداد کو کبھی شبہ کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ دراصل واقعہ یہ ہے کہ اگر بیرونی امداد مشروط طریق پر اپنے معاد کے لئے دی جائے تو وہ ضرور دوسرے ملک میں مخالفت پیدا کرے گی اور عوام اس پر شبہ کرنے پر حق بجانب ہوں گے لیکن اگر دوستی اور خلوص سے کام ہو اور عوام کو یہ یقین ہو جائے کہ بیرونی امداد سے ان کا اپنا ہی فائدہ ہے کسی غیر ملک کا نہیں تو عوام امداد کو شبہ کی نظر سے نہ دیکھیں گے۔ جب ہڑتال بڑے پیمانے پر ہو جاتی ہے تو وہی انقلاب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔
ڈیوی۔ آپ کا یہ نظریہ ہے کہ اقتصادی حالات انقلاب پیدا کرتے ہیں تو کیا دنیا کی اقتصادی حالت ایسی ہو گئی ہے کہ انقلاب ہونا ضروری ہے۔
ٹروٹسکی۔ میرا یہ خیال ہے کہ مدت سے دنیا کی اقتصادی حالت ایسی ہے کہ انقلاب کا امکان ہر وقت موجود ہے۔ یہ کیفیت ۱۹۱۳ء سے

ہے۔ جنگ عظیم اس بات کا ثبوت تھی کہ سرمایہ داری بغیر کشت و خون اور غارت گری کے نہیں چل سکتی۔ اگر دنیا کے پرولتاریوں نے ۱۹۱۴ء میں انقلاب کر دیا ہوتا تو دنیا جنگ کی ہولناکی سے بچ جاتی لیکن چونکہ مزدور جماعت میں بیدار طبقہ جو انقلاب کی رہنمائی کرے پیدا نہیں ہوا ہے اس لئے انقلاب ہونا دوبھر ہو گیا ہے۔

فیسنرنی ڈ۔ فرض کیجئے کہ تمام ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب ہو بھی جائے تو کیا کوئی ایسا پروگرام موجود ہے جس کے مطابق دنیا کی اقتصادی حالت درست کی جا سکے اور ریاستوں کے باہمی اقتصادی تعلقات کو قائم کیا جا سکے؟

ٹروٹسکی۔ سویٹ یونین میں تو یہ ہو ہی گیا ہے کہ مقابلے کی بجائے اب اقتصادی پلین کے مطابق طریق پیدا وار چلتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا ہے کہ باوجود حکومتی طبقے کی ناتجربہ کاری اور کوتاہ نظری کے طریق پیدا وار ایک پلین سے چلانا زیادہ سودمند ہے۔ آپس کے مقابلے سے سماجی ترقی اتنی تیزی سے نہیں ہوتی جتنی کہ پلین سے ہوتی ہے۔ پلین اگر ایک ملک میں ہو سکتی ہے تو دوسرے ممالک میں بھی ہو سکتی ہے۔ اگر سب ملکوں کے رہنما سر جوڑ کر بیٹھ جائیں تو ریاستوں کے باہمی اقتصادی تعلقات کا مسئلہ بھی بہت جلدی اور آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔

اسٹول برگ۔ مسٹر ٹروٹسکی آپ کا اس کی بابت کیا خیال ہے کہ کسی

ملک کی کمیونسٹ پارٹی خود مختار رہونی چاہئے یا کمیونسٹ انٹرنیشنل کے ماتحت ہونی چاہیئے۔

ٹروٹسکی۔ اس سوال کے جواب کا انحصار اس پر ہے کہ خود مختاری اور ماتحتی کا کیا تخیل ہے اگر خود مختاری سے مراد مکمل خود مختاری ہے تو کمیونسٹ انٹرنیشنل ایک بے معنی چیز رہ جاتی ہے اور اگر ماتحتی سے مراد یہ ہے کہ کمنٹرن دوسرے ملک کی کمیونسٹ پارٹی کے ہر معاملے میں دخل دے اور پارٹی کمنٹرن کے اشاروں پر چلے تو دوسرے ملک کی کمیونسٹ پارٹی میں کوئی بیدار مغز انسان شریک ہی نہیں ہوگا اور بغیر بیدار مغز لوگوں کی شرکت کے پارٹی مقامی حالت کو کس طرح سنبھال سکتی ہے؟ اس لئے میرا خیال ہے کہ دوسرے ملکوں کی کمیونسٹ پارٹیوں کو نہ مکمل طریق پر خود مختار ہونا چاہیئے اور نہ ہر معاملے میں ماتحت ہونا چاہیئے ان کی حالت درمیانی ہونی چاہیئے۔ اصولی باتوں میں کمنٹرن کی ماتحتی اور مقامی معاملات میں خود مختاری۔

اسٹول برگ۔ آپ نے اپنی کتاب The Revolution Betrayed میں یہ لکھا ہے کہ سویٹ یونین میں ایک جماعت پیدا ہو گئی ہے جس کو آپ نے ذات کے نام سے موسوم کیا ہے آپ ذات اور جماعت میں کیا فرق کرتے ہیں؟

ٹروٹسکی۔ ابھی تک سویٹ یونین میں ملکیت کی شکل اشتراکی ہے۔ اگرچہ اشتراکی طریق پیداوار سے جو ترقی ہو رہی ہے اس کا فائدہ صرف

حکومتی طبقے کو پہنچ رہا ہے اس حکومتی طبقے کو میں ذات کہتا ہوں لیکن اگر کچھ عرصے بعد اشتراکی ملکیت کو بدل کر انفرادی ملکیت کر دی گئی دوسرے الفاظ میں سماجی انقلاب کر دیا جائے اور باپ کا ترکہ بیٹے کو ملنے لگے تو وہ ذات نہ رہے گی بلکہ جماعت ہو جائے گی۔

اسٹول برگ۔ آپ کے خیال کی بموجب اقتصادی نظام جدلیات سے پیدا ہوتا ہے۔ آج سرمایہ دار جماعت اپنی مخالف مزدور جماعت پیدا کر رہی ہے۔ اب ان دونوں کی لڑائی سے ایک تیسری چیز یعنی سوشلزم پیدا ہو رہا ہے لیکن جب سوشلزم پھیل جائے گا اور سماج میں جماعتیں مفقود ہو جائیں گی تو اس وقت آپ کا جدلیات کا نظریہ کس طرح کام کرے گا۔

ٹروٹسکی۔ سوشلسٹ نظام میں جدلیات، فنون لطیفہ، فلسفہ او رسائنس میں کام کرے گی اس دور میں نہ اقتصادی تفریق ہو گی اور نہ جماعتی جھگڑے بلکہ علمی اختلاف اور جدوجہد ہوگی۔ انسانیت ارتقا کی اس منزل پر پہنچ چکی ہو گی جہاں جدلیات اقتصادی اور مادی میدان سے بلند ہو کر علمی میدان میں کام کرے گی۔

ڈیوی۔ مسٹر ٹروٹسکی آپ نے اپنی کتاب The Revolution Betrayed میں لکھا ہے "جب سویٹ یونین میں سرمایہ داروں سے کام کرانے کی کوشش کی گئی تو سوویٹ جمہوریت کی طاقت منتشر ہونے لگی۔ سویٹ جمہوریت ان سے کام لینے پر مجبور تھی کیونکہ اسی جماعت کے لوگ اقتصادی علمی اور سائنس کے معاملات

سمجھتے تھے۔ طریق پیداوار کا چلانا وہی لوگ جانتے تھے وہی انجینئر اور پروفیسر تھے۔ غرض سماجی زندگی کے سب مورچوں پر وہی قابض تھے اور وہی اس کی نگہداشت کر سکتے تھے جب ابتدا میں مجبوراً ان لوگوں کی مدد لینی پڑی تو وہ ایک ذات بن گئے اور ایک علیحدہ طبقہ پیدا ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا' تو کیا ایک غیر ترقی یافتہ ملک ہی میں ایسا ہونا ممکن ہے؟ میرا خیال ہے کہ اگر ایک ترقی یافتہ ملک میں بھی انقلاب ہوتا تو وہاں بھی یہی صورت پیدا ہوتی۔

ٹروٹسکی۔ اس کا بہت کچھ انحصار ملک کی اقتصادی اور اخلاقی حالت پر ہے۔ اگر عام طور پر یقین ہو جائے کہ ہر روز نہ صرف کھانا مل جائے گا بلکہ تعلیم کے مواقع اور اظہار خیال کی آزادی بھی ہو گی تو کوئی تعلیم یافتہ آدمی یہ نہ کرے گا کہ دو روٹیاں کھائے اور دو روٹیاں دبا کر رکھے، ترقی یافتہ ملک میں مزدوروں کو بھی اچھی غذا ملتی ہے اور میرا خیال ہے کہ اور سہولتوں کی موجودگی میں ہر ایک آدمی خواہ وہ مزدور سے کتنا ہی زیادہ پڑھا لکھا کیوں نہ ہو، مزدور کا کھانا کھانے پر راضی ہو جائے گا اور ذاتیں نہیں بنیں گی۔ لیکن سویٹ یونین میں مزدور کا معیار اتنا گرا ہوا تھا کہ کسی طرح بھی مختلف طبقے کے لوگوں کے مختلف معیاروں کو ایک سطح پر نہیں لایا جا سکتا تھا۔ سویٹ چونکہ غیر ترقی یافتہ ملک تھا اس لئے یہ ضرورت پیش آئی کہ پڑھے لکھے اور کاریگر لوگوں کو اناڑی مزدور کی محنت کے معاوضے سے زیادہ معاوضہ دیا جائے

لیکن ایک ترقی یافتہ ملک میں مزدور اور دوسرے طبقوں کے معیار میں اتنا نمایاں فرق نہیں ہوتا۔ اگر قدرے ہوتا بھی ہے تو اس کو آسانی سے مٹایا جا سکتا ہے اور ذاتوں کو بہت جلد فنا کیا جا سکتا ہے۔

ضمیمہ

ونٹر پیلیس Winter Palace	پٹرو گریڈ میں زار کی رہائش کے محل کا نام ہے۔
جنرل کورنیلوف General Kornilov	پٹرو گریڈ کے ضلع کے جنرل کا نام تھا اس نے یہ کوشش کی تھی کہ روس میں استبدادیت قائم کرلے۔
کرنسکی Kerensky	سوشل انقلابی پارٹی کا ممبر تھا۔ پہلے وزیر انصاف پھر وزیر جنگ اور آخر میں روس کی عارضی حکومت کا صدر ہوا جب بالشیوک کو فتح ہوئی تو روس سے فرار کر گیا۔
کمیسار Commissar	بولشیوک حکومت میں کمیسار کی وہی حیثیت تھی جو سرمایہ دار ملکوں میں وزیر کی ہوتی ہے۔ صوبے اور فوج کے اعلیٰ افسر کو بھی کمیسار کہتے تھے۔
سوویٹ Soviet	یہ روسی زبان میں کونسل کے

ہم معنی لفظ ہے۔ خاص طور سے یہ اہیلیا
مزدوروں اور کسانوں کی کونسل کے
لئے استعمال ہوتا ہے۔

راسپوٹین
Rasputin

سائبریا کا ایک ناخواندہ فقیر تھا
جس نے زار اور زارینہ پر زبردست
اثر قائم کر لیا تھا۔ اس کو شاہی خاندان
کے کچھ لوگوں نے دسمبر ۱۹۱۶ء میں
قتل کر دیا۔

بولشیوک
Bolsheviks

یہ مارکسسٹ انقلابی جماعت
تھی۔ اس کا خیال تھا کہ مزدور طبقہ
کو غریب کسان کے ساتھ سمجھوتا کرنے
کے بعد انقلابی جدوجہد کرنی چاہیئے
اور اشتراکی حکومت کی بنیاد ڈالنی چاہیئے۔

منیشیوک
Menshevik

یہ اشتراکی مارکسسٹ جماعت تھی
جس کا یہ خیال تھا کہ مزدور جماعت کو
اعتدال پسند متوسط طبقہ سے مل کر
ایک جمہوری حکومت کے لئے جدو
جہد کرنی چاہیئے۔

پنج سالہ پروگرام

سوویٹ یونین کے اقتصادی

Five years' plan

پروگرام کا نام ہے جس کو پانچ سال
میں پورا کرنا ہوتا تھا۔ پہلا پروگرام
۱۹۲۴ء میں شروع ہوا اور ۱۹۲۷ء
میں ختم ہوا ان پانچ سال میں ملک کی
بنیادی صنعت و حرفت کو ترقی دی
گئی۔ دوسرا پروگرام ۱۹۳۲ء سے
۱۹۳۷ء تک اور تیسرا ۱۹۳۷ء
سے ۱۹۴۲ء تک ان دس برس میں
فوری استعمال کی اجناس بنانے کو ترقی
دی جارہی ہے۔ پہلے پروگرام کو پورا
کرنے میں کافی دشواری اور تباہی
ہوئی۔ ان پروگراموں کے نتائج
کی بابت کافی اختلافات ہیں۔

جدلیات

Dialectic

کارل مارکس کا نظریہ ہے کہ انسانی
ترقی جماعتی لڑائی سے ہوتی ہے۔ ایک
جماعت اپنے اندر وہ جراثیم رکھتی
ہے جو اس کی مخالف جماعت پیدا
کردیتی ہیں، ان دونوں جماعتوں
میں لڑائی ہوتی ہے اور ایک تیسری

جماعت پیدا ہو جاتی ہے جس کا تخیل
ان دونوں جماعتوں سے الگ ہوتا
ہے۔ مثلاً سرمایہ دار جماعت نے
اپنے عمل سے مزدور جماعت کی
شکل میں اپنا ردعمل پیدا کیا ان
دونوں کی کشاکش سے ایک تیسری
جماعت پیدا ہو گئی جس کا تخیل
اشتراکی ہے اور جس میں جماعتی زندگی
کو کوئی جگہ نہیں ہے۔ مارکس کا خیال
ہے کہ انسانی ترقی جدلیاتی طریقہ پر
ہوئی۔ یعنی عمل ۔ ردعمل ۔ اتحاد
یہ چکر برابر جاری رہتا ہے۔

کمیت و کیفیت
Transition of quantity into quality

اس نظریہ کے مطابق کسی شے
کی مقدار میں فرق ہو جانے سے اس
کی خصوصیات بدل جاتی ہیں مثلاً
لوہے کو آگ پر رکھنے سے وہ گرم
ہو جاتا تھا لیکن اس کی اور کسی
خصوصیت میں فرق نہیں آتا۔ مگر
جب ایک خاص مدت تک آگ

پر رکھا جاتا ہے تو پگھل جاتا ہے منجمد
حالت سے رقیق حالت میں تبدیل
ہو جاتا ہے: یعنی لوہے میں رقیق
ہونے کی ایک بالکل نئی خصوصیت
پیدا ہو جاتی ہے جو اس میں پہلے
نہ تھی۔

کمنٹرن
Comintern

یہ لفظ کمیونسٹ انٹرنیشنل کا
مخفف ہے کمیونسٹ انٹرنیشنل دنیا
کے اشتراکیت پسند لوگوں کی
بین الاقوامی جماعت ہے۔

لینن

مصنفہ:۔ ڈی، ایس۔ مرسکی

مترجمہ:۔ ڈاکٹر محمد اشرف۔ پی ایچ، ڈی

انسان اپنے سے بڑی شخصیت کی موجودگی میں یا تو بھڑک کر گالیاں دینے لگتا ہے یا مرعوب ہو کر پرستش کرنے لگتا ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے نہایت ہی عالمانہ اور غیر متعصبانہ طریقے سے لکھا گیا ہے۔ اس میں محض حقائق ہیں۔ نہ ذاتی آرا کی بھرمار ہے نہ جذبات کو اکسانے کی بے جا کوشش کی گئی ہے۔ لینن کی اکثر سوانح عمریاں یا تو قصیدے ہیں یا ہجو۔ یہ کتاب محض اس کا سراپا ہے۔ مصنف نے اس کے گھریلو روزمرہ اوصاف کا بھی تذکرہ نہیں کیا تاکہ پڑھنے والوں کی نظر غیر ضروری تفصیلات میں الجھ کر نہ رہ جائے۔ یہ کتاب محض لینن کی سیاسی زندگی کا خاکہ ہے اس لئے کہ اس کی شخصیت کا بہترین اظہار اسی میدان میں ہوا۔

ضخامت ۲۲۰ صفحے۔ قیمت عہ ر

مکتبہ جامعہ

دہلی۔ نئی دہلی۔ لاہور۔ لکھنؤ۔ بمبئی

ہٹلر اعظم

ہٹلر کی ابتدائی زندگی، اس کی جماعت اور اس کے عروج کی دلچسپ داستان اس ضخیم کتاب میں ملے گی۔ یہ ایک فرد کی زندگی کی داستان بھی ہے اور ایک قوم کی نشاۃ ثانیہ کی تاریخ بھی۔ ہندوستان کے لئے اس میں بہت سے عبرت کے سبق ملیں گے اور وسط یورپ کی پیچیدہ سیاست کے بہت سے عقدے بھی کھل جائیں گے۔ بین الاقوامی سیاست اور اس میں ہٹلر اور اس کی جرمنی کا مقام سمجھنے کے لئے اس کتاب کا پڑھنا ضروری ہے۔ قیمت مجلد عمار

مسولینی کی خودنوشت سرگذشت

بیسویں صدی کے آغاز میں لوگوں کا خیال تھا کہ اب دنیا میں ہر طرف جمہوریت کا دور دورہ ہوگا۔ لیکن جنگ عظیم کے بعد جمہوریت ڈکٹیٹریت کی شکل میں نمایاں ہونی شروع ہوئی۔

جنگ عظیم سے بیشتر مسولینی پکا سوشلسٹ تھا لیکن چند ہی دنوں میں اس نے پینترا بدلا اور سیاہ پوش سپاہیوں کی زبردست جماعت بنا کر وہ فسطائی پارٹی کی بنیاد رکھی اور آہستہ آہستہ تمام ملک کا واحد حکمراں اور مطلق العنان ڈکٹیٹر بن گیا۔ اب اس کے منصوبے دیکھئے۔ قیمت مجلد عہ۱۲